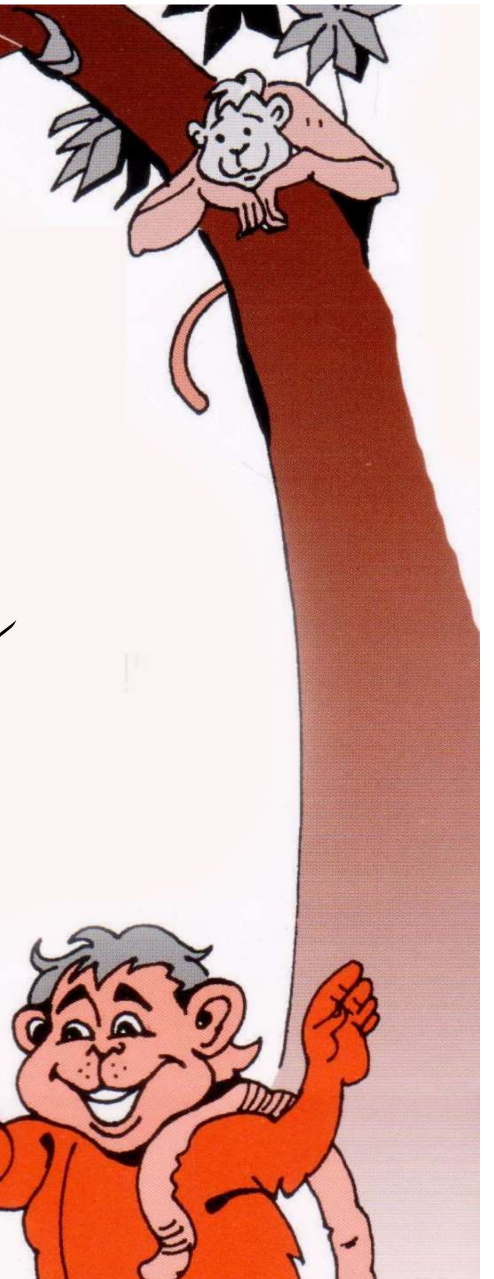
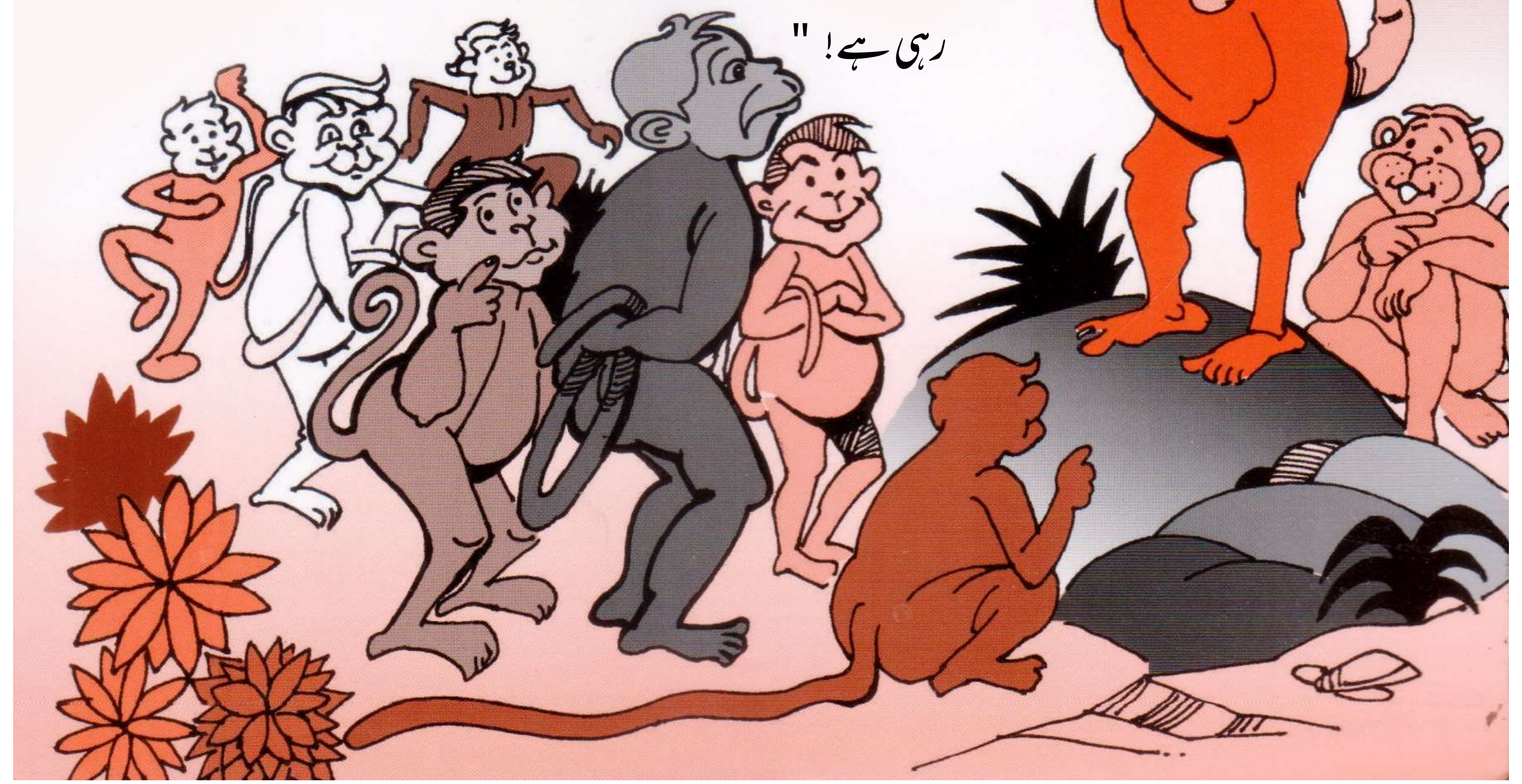
سردار بندر اور شیطان



بندروں کا ایک دستہ ایک بار نیا گھر بنانے کے لیئے دور جنگل میں گیا۔ سردار بندر نے ان سے کہا، "اس جنگل کا ایک تالاب بہت خطرناک ہے۔ اس میں ایک خوفناک شیطان رہتا ہے! پہلے مجھ سے پوچھے بغیر کسی تالاب کا پانی پینے کی کوشش نہ کرو! "

سردار نے علاقے کے تمام تالابوں کا معائنہ کیا۔ جب یہ یقین ہو گیا کہ تالاب محفوظ ہیں تو اس نے فوجیوں کو ان سے پانی پینے کی اجازت دے دی۔ بندر اپنے نئے گھر میں بس گئے۔

ایک دن فوج جنگل کے ایک نئے حصے میں چلی گئ۔ یہ ایک لمبی سیر تھی۔ ایک چھوٹے بندر نے کہا، "ماں، مجھے پیاس لگ رہی ہے! "





بغیر سوچے اس کی ماں نے جواب دیا، "دیکھو! مجھے ایک تالاب نظر آ رہا ہے، چلو وہاں پانی پیتے ہیں۔"

"رکو! تالاب کے قریب مت جاؤ!" ایک اور بندر نے کہا۔ "کیا آپ ہمارے سردار کی وارننگ بھول گئے؟"

بندر سرداران کے پاس آیا۔ "کیا تم پانی چاہتے ہو؟ جب تک میں تالاب کی جانچ نہ کروں بس انتظار کرو۔"

اس نے تالاب کے کنارے جا کر اس کا باریکی سے معائنہ کیا۔ "آہا!" اس نے کہا. "تمام قدموں کے نشانات پانی میں چلے جاتے ہیں۔ کوئی قدموں کے نشانات نہیں نکلتے۔ یہ وہی تالاب ہو گا جہاں شیطان رہتا ہے!"

اس نے تمام بندروں کو بلایا۔ "سنو، سب" اس نے کہا۔ "یہ تالاب خطرناک ہے۔ کوئی اس کے قریب نہ جائے۔"

جیسے ہی سردار نے بات ختم کی، تالاب سے ایک خوفناک قہقہہ آیا: "ہاہاہاہاہا!" ایک بدروح پانی سے نکلا۔ اس نے دھمکی دی کہ جو بھی تالاب کے قریب آئے گا میں اسے مار ڈالوں گا۔

"لیکن اگر ہم تالاب میں داخل ہوں گے تب ہی آپ ہمیں جھنجوڑ سکتے ہیں۔ اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا کرنے والا نہیں ہے۔" بندر کے سربراہ نے اطمینان سے جواب دیا۔

""پھر تم سب مرنے والے ہو! یا پانی کے بغیر زندہ رہ سکتے ہو؟" شیطان نے طعنہ دیا

بندر کے سردار نے کہا، "ہرگز نہیں! ہم تمہارے تالاب کا پانی پی لیں گے۔"

"آپ ایسا کیسے کریں گے؟" شیطان نے پوچھا

"تم ذرا انتظار کرو اور دیکھو" چیف نے کہا۔

پھر اس نے کچھ بندروں کو بانس کی ڈنٹھلیاں جمع کرنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو اس نے تمام ڈنڈوں کو چیک کیا۔ ان میں سے کچھ سرے سے سرے تک کھوکھلے تھے۔ سردار نے ان کو رکھا اور باقیوں کو ایک طرف رکھ دیا



پھر، تمام کھوکھلے ڈنڈوں کو لے کر، یہ ایک لمبا پائپ بنانے کے لیے ایک دوسرے کے اندر سرکا دیا۔ اس نے پائپ کا ایک سرا تالاب میں رکھا۔ پھر وہ دوسرے سرے سے چوستا رہا پانی کے تیزی سے نکلنے تک۔۔



اب تمام بندر اپنا پیٹ بھر کر پانی پی سکتے تھے۔ انھوں نے پانی چھڑکا اور بھیگے بھی! "مـمـم، اس کا ذائقہ اچھا ہے!" ایک چھوٹے بندر نے کہا۔

شیطان بہت مایوس ہوا۔ یہ واپس تالاب میں گرا اور غائب ہوگیا۔ "ہمارے عقلمند سردار کے لیئے ہورے!" تمام بندروں نے خوشی منائی

ایک جاٹک کہانی

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

مریم خوش ہے

دیپا کمرے میں آئی تو مریم کاغذ کا ورق اٹھائے ہوئے تھی۔ "اوہ، ایک تصویر!" دیپا نے کہا۔ "کیا میں دیکھ سکتی ہوں؟"

پھر اس نے اپنے دوست کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مریم کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں! دیپا چونک گئی۔ "رومت!" اس نے کہا. "کیا ہوا؟"

"میں تمہارے باغ میں تھی، ڈرائنگ کررہی تھی،" مریم نے روتے ہوئے کہا۔ "رگھو نے آکر میری تصویر کی طرف دیکھا۔ وہ مجھ پر ہنسا، دیپا! "



"اوہ، مریم!" دیپا نے کہا۔ مریم نے اپنے آنسو روکنے کی کوشش کی۔ "اس نے کہا کہ میری تصویر اچھی نہیں تھی!" وہ جاری رکھی. "میں کبھی نہیں، کبھی دوسری تصویر نہیں کھینچوں گی! کبھی نہیں!"

"لیکن یہ شاندار ہے!" دیپا نے کہا۔ احتیاط سے اس نے مریم سے ڈرائنگ لی۔ اس نے اسے غور سے دیکھا۔

"کمال ہے!" اس نے دوبارہ کہا. "سنو۔ میرے بیوقوف بھائی کی وجہ تمھیں رونا نہیں چاہیئے! یاد رکھو، ہم سب دنیا کو اپنے اپنے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم ایک جیسے نہیں دیکھتے اور نہ ہی ایک جیسا سوچتے ہیں، اس لیے ہم سب مختلف طریقے سے کھینچتے ہیں۔ تم بس جو کچھ تمہارے ذہن میں آتا ہے کھینچتی رہو! "

مریم نے اپنا چہرہ صاف کیا۔ وہ مطمئن دکھائی دے رہی تھی، اور دیپا خوش تھی

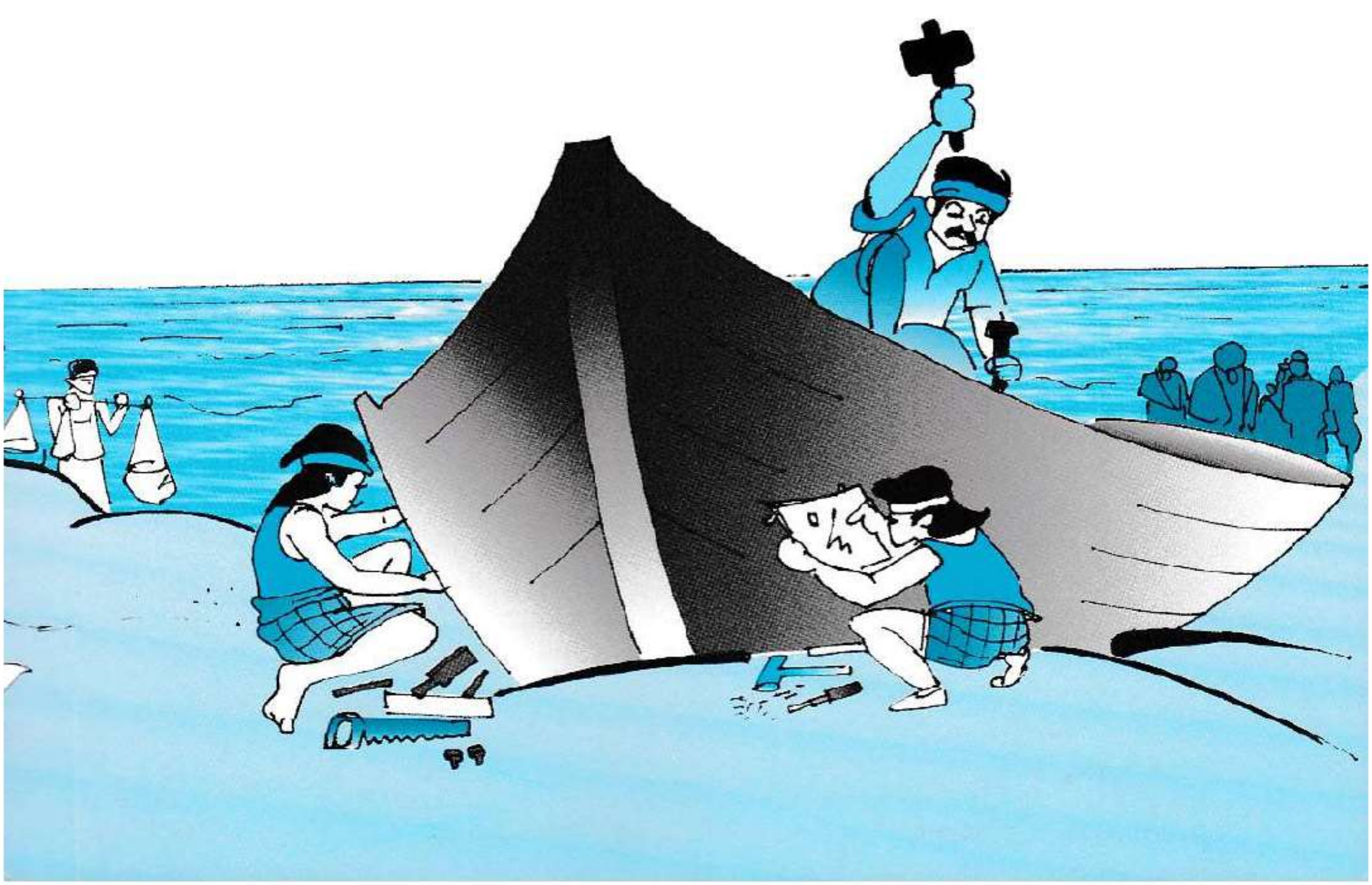


اگلے ہفتے دیپا کے رشتہ دار ملنے آئے ۔ مریم اور دیپا ساحل سمندر پر ایک دن کے لیئے ان کے ساتھ شامل ہوئیں ۔ دیپا پنسل اور کاغذ اور پینٹ اور برش ساتھ لے آئی ۔

ان کے چاروں طرف ساحل سمندر سرگرمی سے ہلچل مچا رہا تھا۔ کچھ ماہی گیر ایک کشتی کی مرمت کر رہے تھے ۔ دوسرے اپنی پکڑی ہوئی مچھلیاں لا رہے تھے ۔ مریم اور دیپا اور اس کے گھر والے خوش تھے ! سب نے کچھ سامان اٹھایا اور اپنی تصویریں پینٹ کرنے چلے گئے ۔

صرف مریم ہچکچائی ۔ "میں نہیں جانتی کہ کس طرح ڈرائنگ کرنا ہے!" اس نے کہا. کچھ دیر وہ دوسروں کو دیکھتی رہی ۔ لیکن جلد ہی وہ بھی ڈرائنگ میں ڈوب گئی ۔

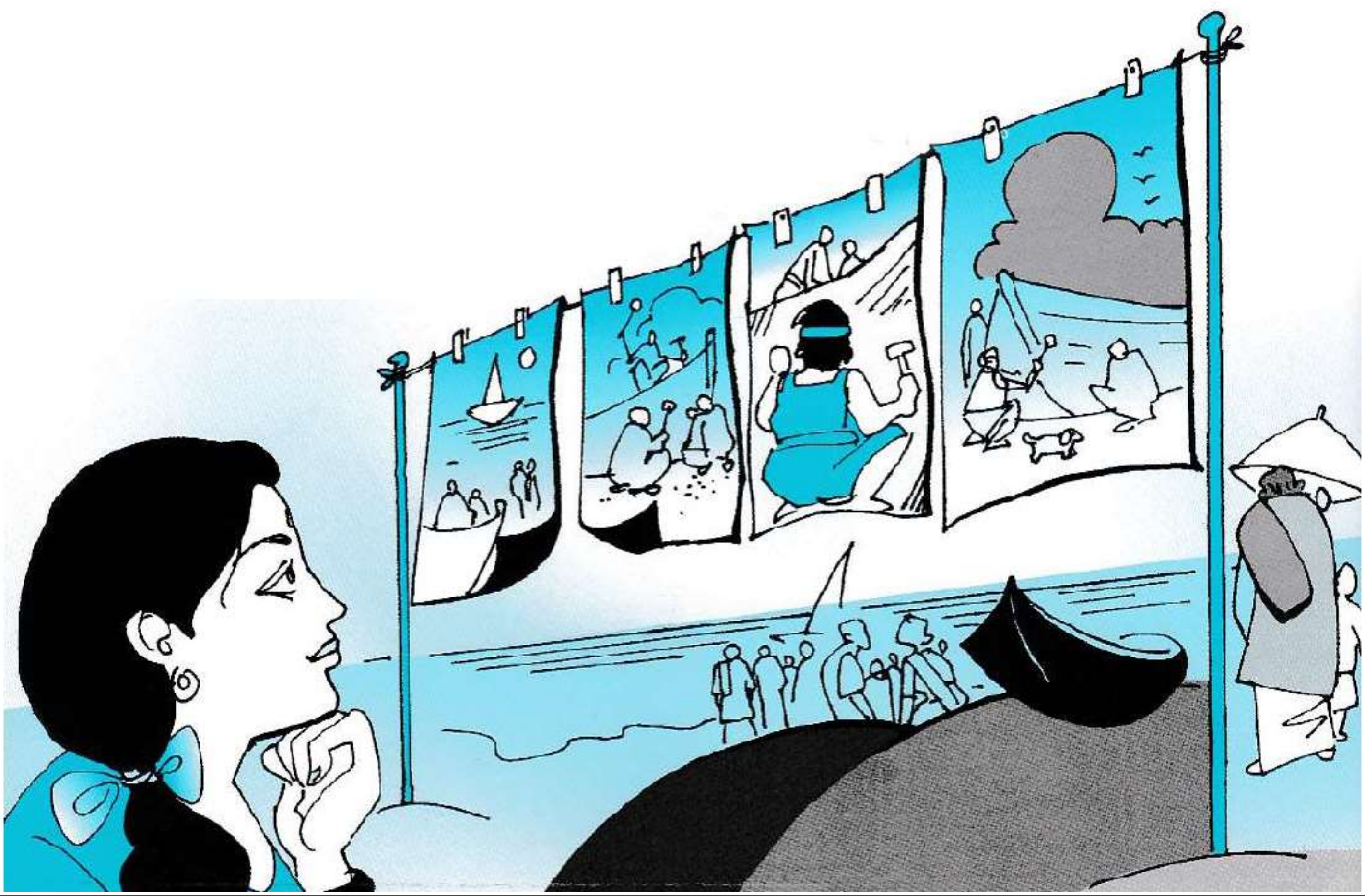
ایکساتھ وہ سب ختم کر چکے تھے ۔ پینٹنگز کو خشک کرنے کے لیے لٹکا دیا گیا تھا ۔ ڈرائنگ ہر ایک کے پاس بھیجی گئی ۔ وہ سب دلچسپی سے ان کی طرف دیکھنے لگے ۔ حیرت ہوئے !



بالکل وہی منظر ان کے سامنے تھا۔ لیکن ہر ایک نے اسے اپنے اپنے طریقے سے کھینچا اور پینٹ کیا تھا۔
مریم کو دیپا کی باتیں یاد آگئیں۔ "ہم سب ایک ہی طرح سے نہیں دیکھتے، یا اسی طرح سوچتے ہیں، اور ہم سب ایک ہی طرح سے نہیں کھینچتے ہیں! "

"دیپا ٹھیک کہہ رہی ہے!" اس نے کہا. بے تابی سے اس نے اپنی تصویر کھینچی۔ وہ اس کے بارے میں ایک کہانی سنانے لگی۔ دیپا اور دوسرے حیران رہ گئے۔ "تم کتنی شاندار کہانی سنانے والی ہو، مریم!" انہوں نے اسے بتایا. وہ دن مریم کے لیے خوشی کا دن تھا۔

اس کے بعد سے، مریم ہمیشہ چیزوں کو اسی طرح کھینچتی ہے جیسے وہ اسے دکھائی دیتی ہیں۔ وہ اس بات کی فکر نہیں کرتی کہ دوسرے لوگ کیا کہیں گے۔ اس کا اعتماد بڑھ گیا ہے اور وہ خود سے لطف اندوز ہو رہی ہے۔ اور اپنی تصویریں ختم کرنے کے بعد، وہ ان کے بارے میں بہت سی کہانیاں سناتی ہے!



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

زمین پھٹ رہی ہے!



ایک دن ایک چھوٹا خرگوش تاڑ کے درخت کے سائے میں جھپکی لے رہا تھا۔

قریب ہی ایک لمبے بیل کے درخت نے اپنا ایک پھل گرا دیا۔ پھل تاڑ کے درخت کے پتوں سے ٹکرا کر زمین پر گر گیا۔ 'کریک' اس کے خول کے چٹان سے ٹکرانے کی آواز آئی۔

خرگوش جھٹکے سے جاگ گیا۔ "اوہ، نہیں!" اس نے سوچا. "زمین پھٹ رہی ہے!" چلنا شروع ہو گیا۔

ایک ایک کر کے دوسرے خرگوش پیچھے ہو گئے۔ ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیوں بھاگ رہے ہیں!

ایک ہرن نے انہیں آتے دیکھا۔ "تم سب کیوں بھاگ رہے ہو؟" اس نے پوچھا. "کیا کچھ تمہارا پیچھا کر رہا ہے؟" چھوٹے خرگوش نے جواب دیا، "زمین پھٹ رہی ہے، بھاگو! بھاگو!" تو ہرن بھاگنے لگا۔

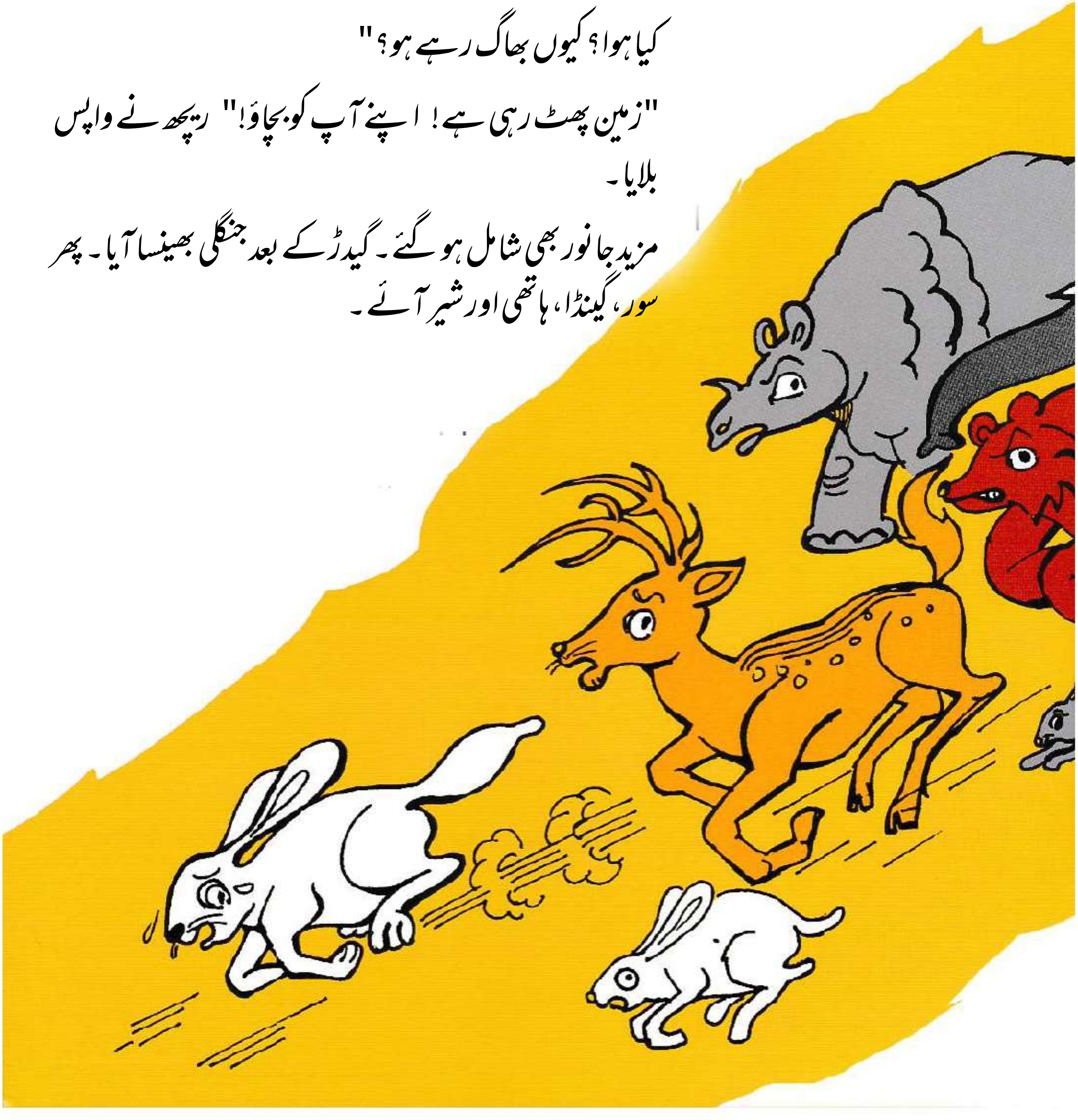
راستے کے کنارے ایک ریچھ کھڑا تھا۔ "ہرن تم ایسے کیوں بھاگ رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔

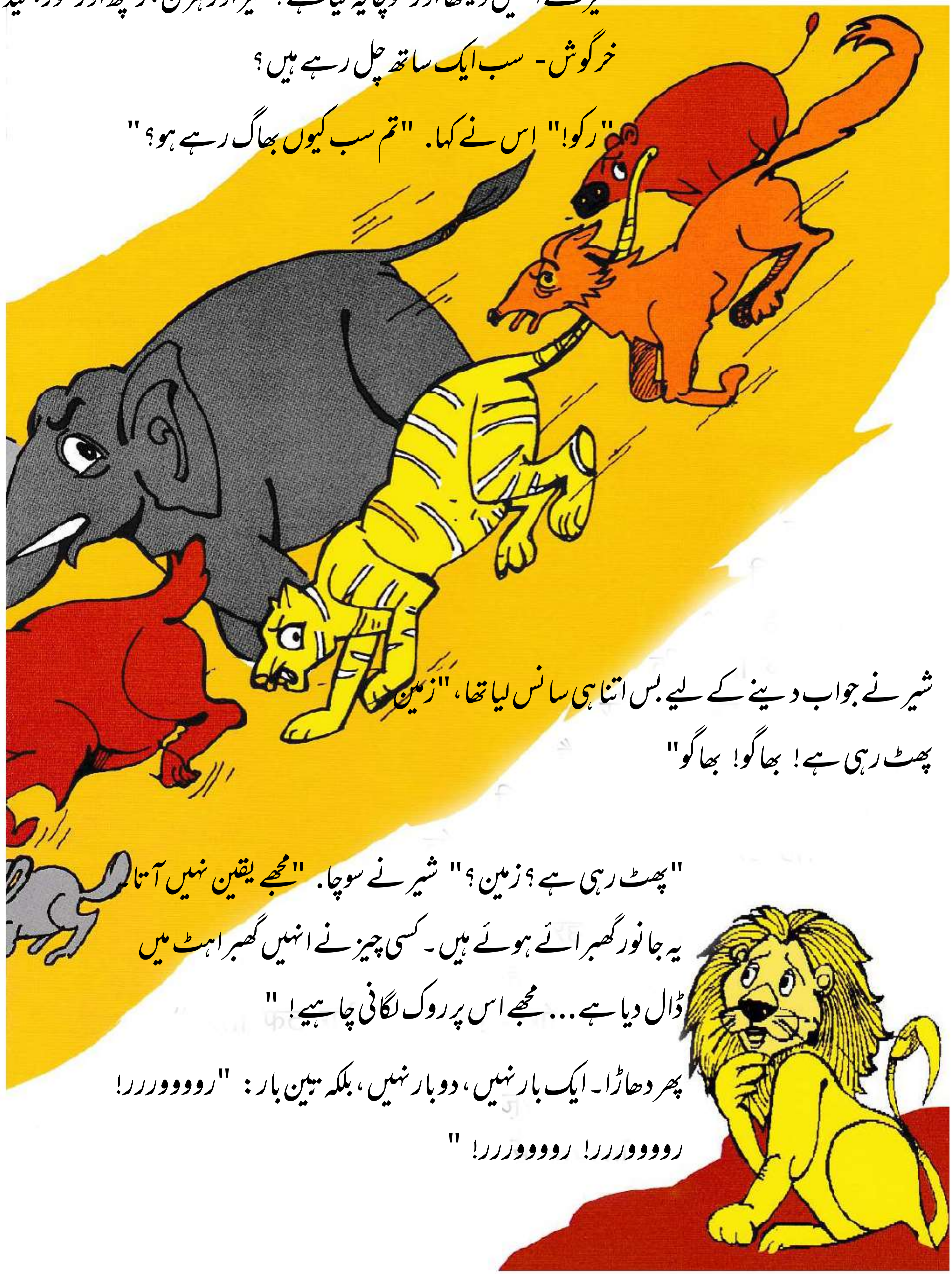
"تم بھی بھاگو! زمین پھٹ رہی ہے!" ہرن نے کہا. یہ ریچھ کے پاس سے چھلانگ لگا کر بھاگا۔

اب ریچھ بھاگنے لگا۔ ایک گیدڑ نے اسے پکارا، "بھائی ریچھ! کیا ہوا؟ کیوں بھاگ رہے ہو؟"

"زمین پھٹ رہی ہے! اپنے آپ کو بچاؤ!" ریچھ نے واپس بلایا۔

مزید جانور بھی شامل ہو گئے۔ گیدڑ کے بعد جنگلی بھینسا آیا۔ پھر سور، گینڈا، ہاتھی اور شیر آئے۔





شیر نے انہیں دیکھا اور سوچا یہ کیا ہے ؟ شیر اور ہرن، ریچھ اور سور، گیدڑ اور
خرگوش - سب ایک ساتھ چل رہے ہیں ؟

"رکو!" اس نے کہا. "تم سب کیوں بھاگ رہے ہو؟"

شیر نے جواب دینے کے لیے بس اتنا ہی سانس لیا تھا، "زمین
پھٹ رہی ہے! بھاگو! بھاگو"

"پھٹ رہی ہے ؟ زمین ؟" شیر نے سوچا. "مجھے یقین نہیں آتا
یہ جانور گھبرائے ہوئے ہیں۔ کسی چیز نے انہیں گھبراہٹ میں
ڈال دیا ہے... مجھے اس پر روک لگانی چاہیے!"

پھر دھاڑا۔ ایک بار نہیں، دو بار نہیں، بلکہ تین بار: "رووووررر!
رووووررر! رووووررر!"

اور آخر کار دوڑتے جانوروں کا ہجوم رک گیا۔ "تمہیں کس نے بتایا کہ زمین پھٹ رہی ہے ؟" شیر نے ان سے پوچھا۔

شیر آگے بڑھا۔ "ہاتھی نے مجھے بتایا،" اس نے کہا۔ شیر نے ہاتھی سے پوچھا تم سے کس نے کہا کہ زمین پھٹ رہی ہے ؟ "گینڈے نے مجھے بتایا،" ہاتھی نے کہا۔

پھر گینڈے، سور، جنگلی بھینسا، گیدڑ، ریچھ اور ہرن نے ایک دوسرے کا نام لیا۔ اب خرگوش کی باری تھی۔ "ہاں!" اس نے کہا. "میں نے خود زمین کو پھٹتے ہوئے سنا! "

"یہ کہاں تھا؟" شیر نے پوچھا. "مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم نے آواز سنی تھی۔" خرگوش تاڑ کے درخت کی طرف لے گیا۔ اور وہاں سب کے دیکھنے کے لیے بیل کا پھل تھا جو گر کر پھٹ گیا تھا۔

اسی وقت بیل کا ایک اور پھل تاڑ کے پتوں سے زمین پر گر پڑا۔ یہ 'کریک' کے ساتھ کھلا۔

"یہ وہی آواز ہے جو خرگوش نے سنی تھی،" شیر ہنسا۔ خرگوش اس کے ساتھ ہنسا۔ پھر دوسرے تمام جانور بھی شامل ہو گئے۔ "مذاق ہم پر ہے!" انہوں نے ایک دوسرے سے کہا، اور ہنستے رہے۔

ایک جاتک کہانی

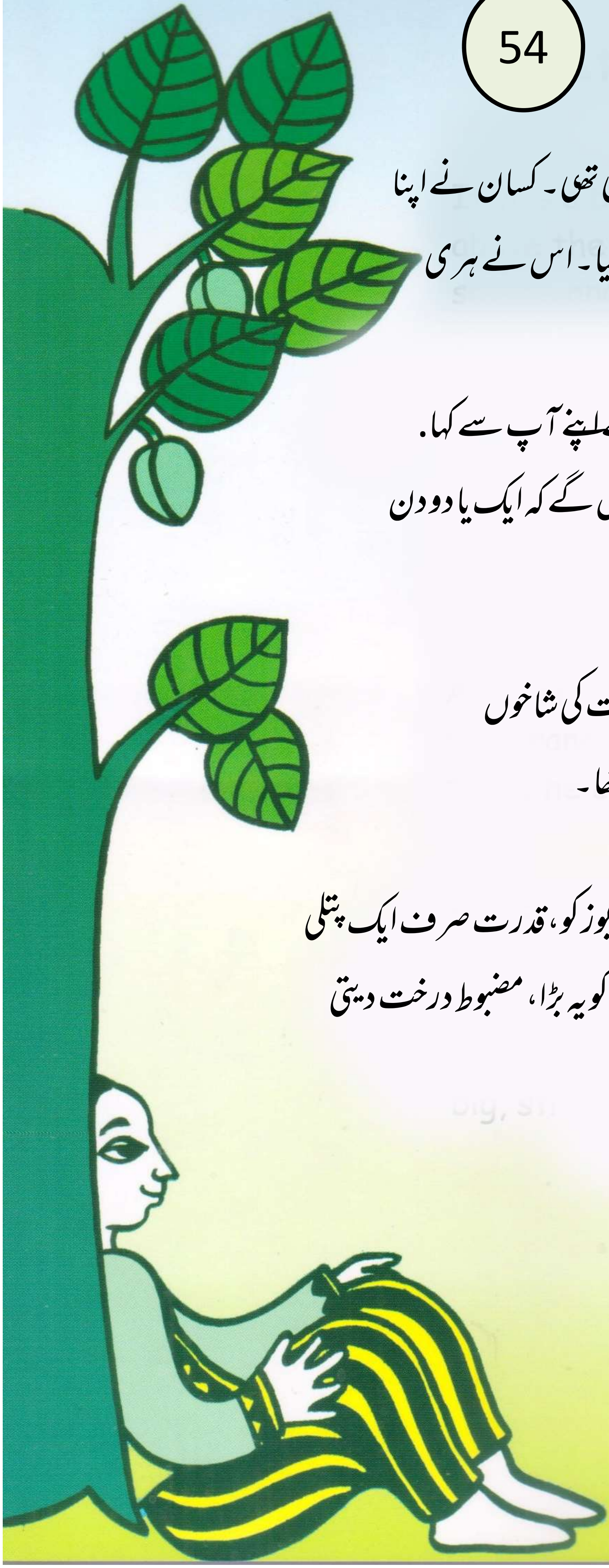


P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy

54

قدرت کے عجوبے



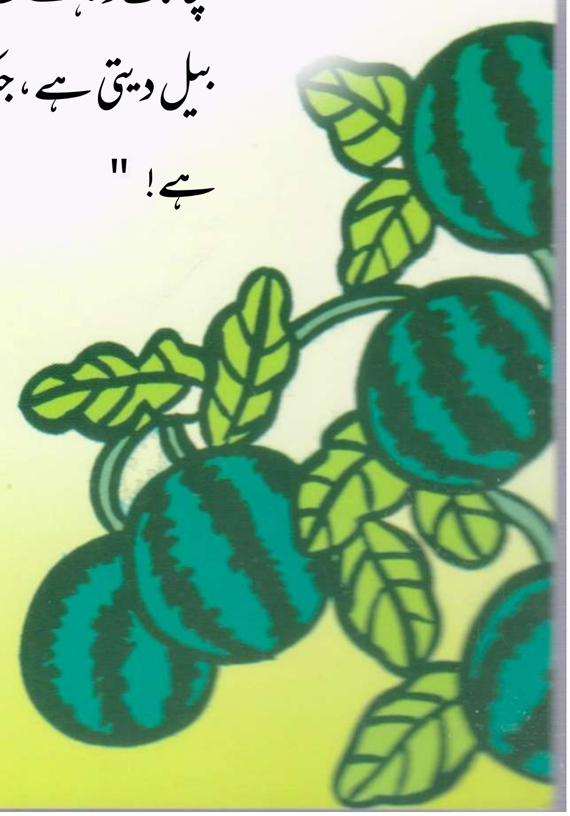
یہ ایک خوبصورت دن تھا۔ میدان کے اوپر ہوا تھرک رہی تھی۔ کسان نے اپنا دانہ نیچے رکھا اور بادام کے درخت کے سائے میں بیٹھ گیا۔ اس نے ہری بھری ہر چیز کو خوشی سے دیکھا۔

"اب، یہ ایک خوبصورت تربوز کا کھیت ہے!" اس نے اپنے آپ سے کہا.

"ان پکے ہوئے پھلوں کو دیکھو۔ وہ اتنے بڑے ہو جائیں گے کہ ایک یا دو دن میں لے جا سکیں گے!"

ایک گلہری اس پر چہچہاتی رہی۔ اس نے بادام کے درخت کی شاخوں میں جھانکا۔ ادھر ادھر وہ بادام کے لٹکے پھل دیکھ سکتا تھا۔

اچانک وہ ہنسنے لگا۔ اس نے کہا، "تربوز کو، قدرت صرف ایک پتلی بیل دیتی ہے، جبکہ وہ چھوٹے بادام کو یہ بڑا، مضبوط درخت دیتی ہے!"

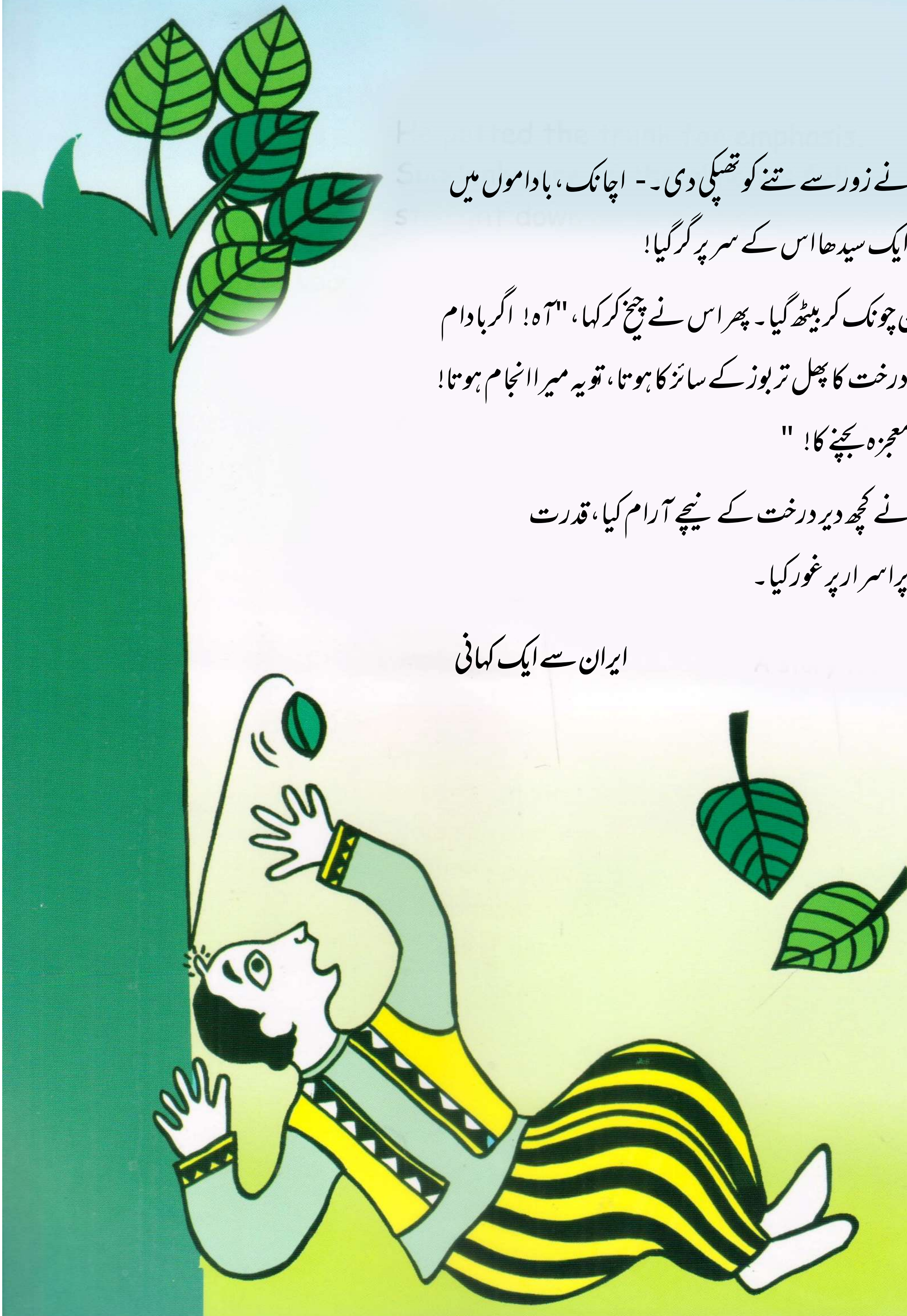


اس نے زور سے تنے کو تھپکی دی۔ - اچانک، باداموں میں سے ایک سیدھا اس کے سر پر گر گیا!

کسان چونک کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے چیخ کر کہا، "آہ! اگر بادام کے درخت کا پھل تربوز کے سائز کا ہوتا، تو یہ میرا انجام ہوتا! کیسا معجزہ بچنے کا! "

اس نے کچھ دیر درخت کے نیچے آرام کیا، قدرت کے پراسرار پر غور کیا۔

ایران سے ایک کہانی



مسافر اور ناریل

مارکوس کسانوں کی منڈی میں ناریل کا بوجھ لا رہا تھا۔ وہ جلدی میں تھا۔ اس نے گلی میں ایک لڑکے کو دیکھا تو اپنا گھوڑا روکا اور پوچھا کہ مجھے بازار پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا؟

لڑکے نے غور سے گھوڑے کی پیٹھ پر پڑے ناریلوں کو دیکھا۔ پھر اس نے کہا، "اگر تم جلدی جاؤ گے تو تمہیں کافی وقت لگے گا۔ لیکن اگر تم آہستہ جاؤ گے تو تم جلد ہی وہاں پہنچ جاؤ گے۔"

مارکوس نے لڑکے کی طرف دیکھا۔ "یہ بیچارا بچہ کے ذہن سے باہر نکل چکا ہے!" اس نے سوچا. اپنے گھوڑے کو دیلکی رفتار پر لے کر، وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ پھر تباہی آئی! ناریل گھوڑے کی کمر سے اچھل کر زمین پر گرنے لگے!



بیچارے مارکوس نے گھوڑے کو روکا اور گرے ہوئے پھل لینے کے لیے بھاگا۔ انہیں تیزی سے باندھ کر وہ آگے
بڑھ گیا۔ اوہ! مزید ناریل نیچے اچھل گئے! وہ تمام سمتوں میں بکھر گئے۔

مارکوس نے گھوڑا روکا۔ اس نے گرے ہوئے پھلوں کو جمع کیا۔ پھر اس نے انہیں گھوڑے کی پیٹھ سے باندھ دیا۔

اب اس نے بھاگنا شروع کیا، گھوڑے کی رسی کو ہلانے کے لیے اسے جھٹک دیا۔ لیکن گھوڑا ہنہنا کر پیچھے پیروں پر
کھڑا ہو گیا اور اپنی پیٹھ سے سارے ناریل گرا دیے!

مارکوس رو سکتا تھا۔ لیکن اس کے بجائے، اس نے لڑکے کے الفاظ کے بارے میں سوچنے کے لئے ایک لمحہ لیا.

پھر، "میں سمجھتا ہوں!" انہوں نے کہا۔

تمام ناریلوں کو گھوڑے کی پیٹھ پر مضبوطی سے باندھ کر، اب وہ آہستہ اور آہستہ سے راستے پر چلا۔ یقینی طور پر، وہ
بند ہونے کے وقت سے پہلے ہی مارکیٹ پہنچ گیا۔

اپنے تمام پھل بیچنے کے بعد مارکوس نے اپنے گھوڑے کو ایک اچھا، تازا سیب کھلایا۔ پھر خوشی خوشی گھر کی طرف
روانہ ہوا۔



فلپائنی لوک کہانی کی موافقت

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

کنجوس اور پتھر دل

دریا کے کنارے ایک گاؤں میں دو پڑوسی رہتے تھے جو ہر وقت جھگڑتے رہتے تھے۔ جائیداد یا پیسے یا اس جیسی چیزوں سے نہیں۔ نہیں! وہ ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے کہ آسانی سے مل جل کر رہ سکیں۔

ایک پڑوسی کسی دوسرے کی مدد کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں دے گا۔ دوسرے پڑوسی کو اپنی مدد کے لیے ایک پیسہ بھی الگ کرنے سے نفرت تھی۔ اس نے چیزیں ادھار لینے کو ترجیح دی۔

گاؤں والوں نے انہیں عرفی نام دیا تھا۔ انہوں نے پہلے پڑوسی کو "پتھر دل" اور دوسرے کو" کنجوس "کہکر بلایا۔

بارش کے ایک دن، پتھر دل گھر آ رہا تھا جب کنجوس باہر جا رہا تھا۔

کنجوس نے کہا، "مجھے اپنی چھتری دے دو، پڑوسی، کیونکہ میرا اپنا کوئی نہیں ہے۔"





لیکن پتھر دل نے کہا، "میرے پیارے ساتھی! اگر میں تمہیں اپنی چھتری ادھار دوں تو تم اپنے لیے کبھی نہیں خریدو گے۔ تم اس وقت تک چھتریاں ادھار لو گے جب تک کہ تم بہت بوڑھے اور کمزور نہ ہو جاؤ اپنا گھر چھوڑنے کے لیے! "

کنجوس ویسے بھی خریداری کرنے گیا۔ اسکا جسم بھیگ گیا۔ لیکن اس نے چھتری نہیں خریدی!

ایک اور بار، دونوں نے ایک دوسرے کو پوسٹ آفس میں دیکھا۔ کنجوس ایک خط لکھنا چاہتا تھا۔ اس نے پتھر دل سے قلم مانگا۔ لیکن وہ پتھر دل۔۔ کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس نے کیا کہا؟

"پیارے پڑوسی، اگر میں تمہیں چیزیں ادھار دیتا رہوں گا تو تمہارا کردار کبھی نہیں سدھرے گا! گھر جاؤ اور اپنا قلم واپس لاؤ! "



کنجوس نے کسی اور کا قلم ادھار لیا۔ "وہ پتھر دل انسان!" اس نے اپنے آپ سے کہا۔ "میں اسے ایک دن سبق سکھاؤں گا! "

اس کا موقع بہت جلد آیا۔ وہ دونوں اگلے گاؤں میں ملنے جا رہے تھے۔ جیسے ہی وہ دریا پر پل کو پار کر رہے تھے، پتھر دل ٹھوکر کھا کر گرا۔ وہ سیدھا پانی میں گر گیا

"مدد! مدد!" اس نے چلایا. "میں تیر نہیں سکتا"!

ٹھیک ہے، وہ کنجوس! اس نے جو کہا وہ یہ ہے : "میرے پیارے پتھر دل! اگر میں تمہیں بچالوں تو تم کبھی تیرنا نہیں سیکھو گے! یہ تمہاری اپنی بھلائی کے لیے میں انکار کرتا ہوں! "

اور اپنے پڑوسی کو پانی پر چھوڑ کر، کنجوس چلا آیا!



کنجوس کے الفاظ پتھر دل کو چھو گئے۔ اس نے ان میں اپنی آواز سنی۔ اب اسنے کنجوس سے معافی مانگ لی۔

"مجھے معاف کردو!"

اس نے پکارا۔ "میں نے آپ کو کئی بار لیکچر دیا ہے۔ میں دوبارہ کبھی ایسا نہیں کروں گا! برائے مہربانی مجھے ڈوبنے نہ دیں! "

فوری طور پر، کنجوس نے پانی میں غوطہ لگایا۔ اس نے اپنے پڑوسی کو پکڑا اور کھینچ کر دریا کے کنارے لے گیا۔ وہ اسے گھر لے آیا اور اسے پہننے کے لیئے نئے کپڑے دیے۔ اس نے اسے چائے پلائی۔ پھر اس نے بھی تازہ کپڑے پہن لیئے۔ وہ ایک ساتھ مل کر سورج کی شفابخش شعاعوں کو جذب کرنے باہر گئے۔

جلد ہی دونوں پڑوسی تیز دوست بن گئے۔ اگر وہ جھگڑتے ہیں تو یہ ہمیشہ مذاق میں تھا۔ آہستہ آہستہ وہ دونوں بدلنے لگے۔ اور ایک دن، دوسرے گاؤں والے انہیں ان کے حقیقی ناموں، مروگن اور کندھن سے پکارنے لگے۔

تمل ناڈو کی ایک کہانی



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

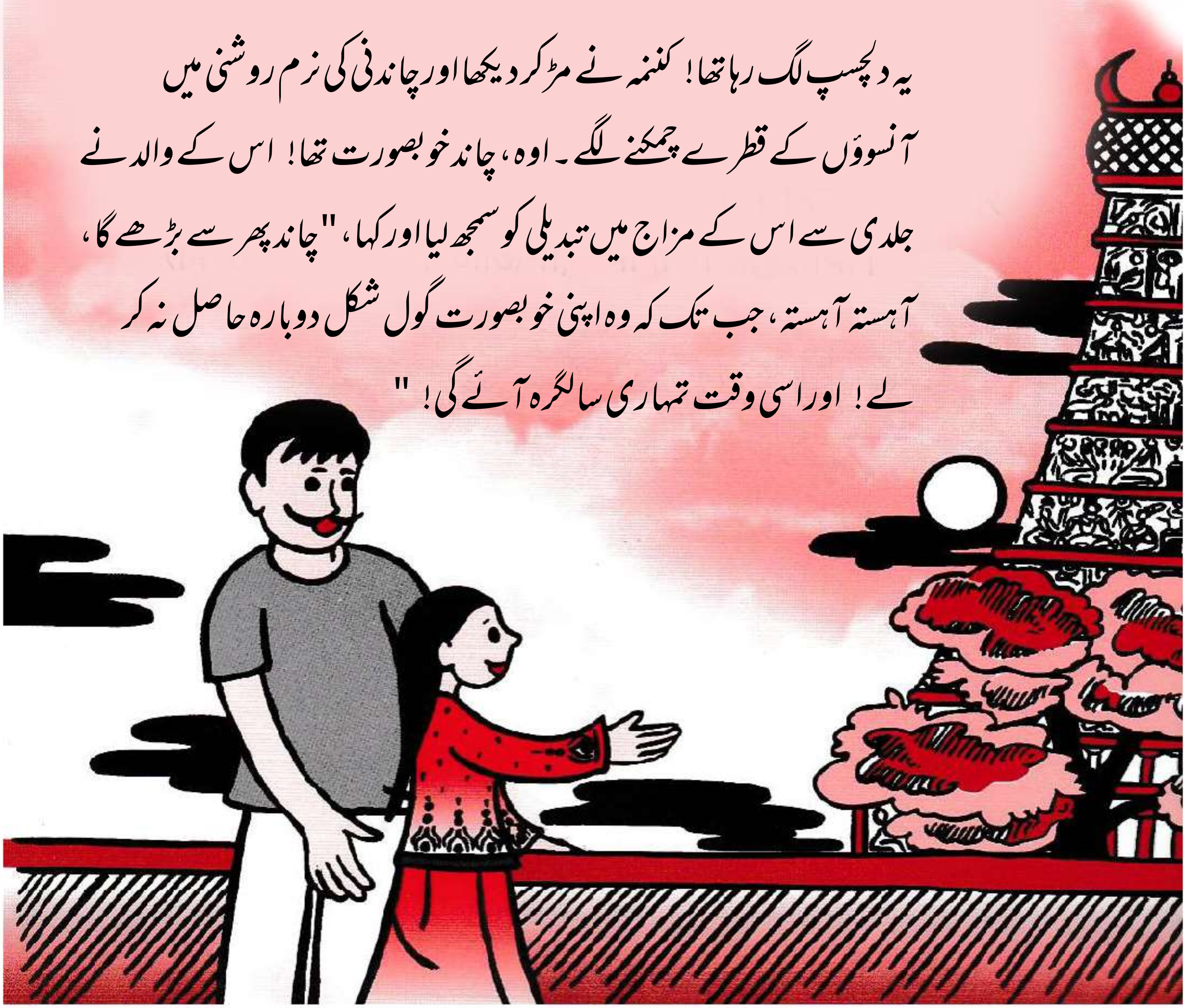
گمشدہ چاند

بچی کی آنکھوں میں آنسو چھلک پڑے۔ اس نے منہ پھیر لیا۔

"اتنا اداس مت ہو کننمہ!" اس کے باپ نے نرمی سے کہا۔ "میں آپ کی سالگرہ سے پہلے واپس آؤں گا!" لیکن کننمہ نے مڑ کر نہیں دیکھا۔

"دیکھو! گوپورم مندر کے پیچھے چاند چمک رہا ہے!" انہوں نے کہا. "دیکھو آج کی رات یہ کتنا خوبصورت گول ہے۔ جلد ہی یہ اپنی اچھی گول شکل کھو دے گا۔ یہ چھوٹا نظر آنے لگے گا۔ آخر کار یہ ایک پتلا ہلال بن جائے گا۔ پھر یہ بالکل غائب ہو جائے گا۔"

یہ دلچسپ لگ رہا تھا! کننمہ نے مڑ کر دیکھا اور چاندنی کی نرم روشنی میں آنسوؤں کے قطرے چمکنے لگے۔ اوہ، چاند خوبصورت تھا! اس کے والد نے جلدی سے اس کے مزاج میں تبدیلی کو سمجھ لیا اور کہا، "چاند پھر سے بڑھے گا، آہستہ آہستہ، جب تک کہ وہ اپنی خوبصورت گول شکل دوبارہ حاصل نہ کر لے! اور اسی وقت تمہاری سالگرہ آئے گی!"



کیا آپ جانتے ہیں، " اس کے والد نے اسے مسکرانے کی کوشش کی، "کہ لوگ کیلنڈر بنانے کے لیے چاند کی شکل کا استعمال کرتے ہیں ؟ درحقیقت 'مہینہ' لفظ 'مون' سے آیا ہے ! ہمم... شاید ہمیں 'مونتھ' کہنا شروع کر دینا چاہیے۔ "

کنمہ مسکرائی ! "جب میں چلی جاتی ہوں تو آپ چاند کیلنڈر کیوں نہیں بناتے ؟" اس کے والد نے پوچھا.

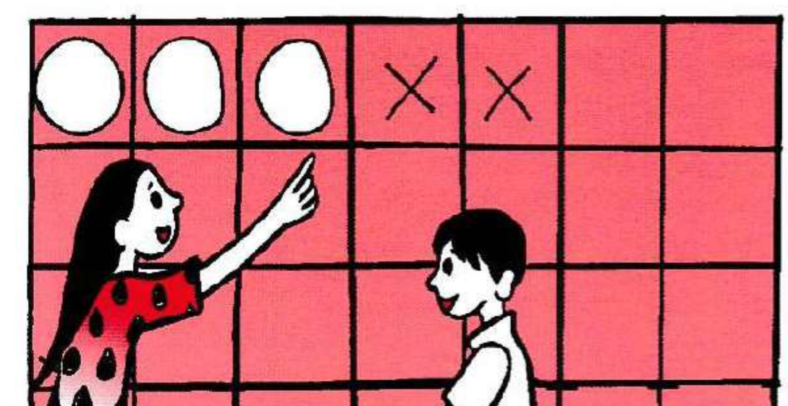
"یہاں آپ کو کیا کرنا چاہیے۔ دیوار پر ایک جال بنائیں۔ یہ کیلنڈر کے صفحے کی طرح نظر آئے گا۔ جال کے پہلے مربع میں، چاند کی تصویر بالکل اسی طرح کھینچیں جس طرح آج رات نظر آتا ہے، گول اور کامل۔

"ہر رات، چاند کی شکل کا مشاہدہ کریں۔ کل کی رات یہ قدرے مختلف ہوگی۔ دوسرے مربع میں نئی شکل بنائیں۔ چاند ہر رات ایک نئی شکل کا حامل ہوگا۔ مربعوں کو نئی شکلوں سے بھرتے رہیں۔ میں آپ کا کیلنڈر ختم ہونے سے بہت پہلے واپس آؤں گا!" اس نے وعدہ کیا۔

ٹرین آتی ہے۔ کنمہ کے والد ٹرین پر چڑھ گئے۔ دیکھو! کنمہ خوشی سے ہاتھ ہلا رہی ہے۔ اس کے والد نے بھی ہاتھ ہلایا، تسلی دی۔

کنمہ کا نیا پروجیکٹ قابل آزمائش تھا۔ پہلے ایک جال کھینچنا تھا! اگلے دروازے پر پڑوسی کا لڑکا تھامبی مدد کے لیئے بے چین تھا۔ انہوں نے مل کر جال کھینچا۔

کنمہ رات ہونے کا بے چینی سے انتظار کرتی رہی اور گوپورم مندر کے اوپر دیکھتی رہی۔ آخر کار، ایک لمبے انتظار کے بعد، وہیں تھا، چاند!



لیکن صرف ایک منٹ! یہ اب بھی گول لگ رہا تھا! کننمہ کو بہت مایوسی ہوئی۔ اس نے پھر نظر اٹھا کر دیکھا۔ اوہ! باپ ٹھیک کہتا تھا! یہ بالکل گول نہیں تھا، اب اور نہیں!

کننمہ نے چاک کا ٹکڑا لیا اور اسے کھینچنے کے لیئے دیوار کی طرف بھاگی۔ لیکن چاند کا کون سا رخ مکمل طور پر گول نہیں تھا؟ وہ بھول گئی تھی۔ وہ دوبارہ دیکھنے کے لیئے واپس چلی گئی۔ آہ، اب وہ جانتی تھی! اس نے اپنی پہلی تصویر بالکل نہ گول چاند کی بنائی۔

اگلی شام وہ پروجیکٹ کو تقریباً بھول گئی تھی۔ پھر تھمبی دوڑتا ہوا آیا۔ "چاند مزید سکڑ گیا ہے! آؤ اور دیکھو!" اس نے بلایا. ہاں یہ سکڑ گیا تھا! کننمہ نے احتیاط سے چاند کی اپنی دوسری تصویر کھینچی۔

تیسری رات اسے گوپورم کے اوپر چاند نہیں ملا۔ وہ حیران رہ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اندر چلی گئی۔ سونے سے ذرا پہلے وہ دوبارہ باہر چلی گئی، اور وہیں تھی- پہلے کی رات سے تھوڑا سا چھوٹا!

ہمم۔ پراسرار چاند! کننمہ نے سوچ سمجھ کر چاند کی تیسری تصویر کھینچی۔ چاند کیلنڈر بھرا جا رہا تھا!

چوتھی اور پانچویں رات بارش ہوئی۔ افسوس کی بات ہے کہ جال میں دو چوکوں کو خالی چھوڑنا پڑا۔ چھٹی رات آسمان صاف تھا۔ جب کننمہ باہر گئی تو آسمان پر سیکڑوں، نہیں، ہزاروں ستارے ٹمٹما رہے تھے۔ لیکن چاند وہاں نہیں تھا! وہ بار بار چیک کرنے گئی۔ نہ چاند، نہ چاند، نہ چاند!

گیارہ بج چکے تھے۔ کننمہ مزید آنکھیں کھول نہیں سکتی تھی۔ اس رات اس نے خواب دیکھا کہ ایک بدروح نے چاند کو چرا لیا ہے۔ وہ ایک شروعات سے اٹھی۔ چاند کہاں گیا؟

کیا یہ کل واپس آئے گا؟

ایسا نہیں ہوا! یا اگلی رات! شاید چاند واقعی چوری ہو گیا تھا! تھمبی نے کہا، "جس نے چاند کو چرایا ہے وہ اسے ضرور واپس کر دے گا۔ یہ اتنا بڑا ہے کہ اسے لے جایا جا سکے۔"

پاگل لڑکی! کنمنہ خود ہی ہنس پڑی۔ اس رات اس نے پھر جاگنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ چاند نظر نہیں آیا! جب وہ سونے کے لیے چلی گئی تو اس نے اپنی ماں کی آواز سنی۔ "ابا کل گھر ہوں گے۔" اس نے خواب دیکھا کہ اس کے والد نے جادوئی تلوار لہرائی اور چاند کو شیطان سے بچایا!

اگلی صبح کنمنہ سوتے ہوئے گھر سے باہر چلی گئی۔ ٹھنڈی ہوا نے اسے پوری طرح جگایا اور اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ "ماں!" اس نے پکارا. "چاند واپس آگیا ہے! چاند واپس آگیا ہے!" کنمنہ کی ماں دیکھنے دروازے پر آئی۔ "یہ اتنا سست ہے کہ صبح کے وقت ہی نکلا ہے!" اس نے کہا. وہ دونوں ہنس پڑے۔ چاند اب صرف آدھا دائرہ تھا! اور یہ مندر کے مینار کے اوپر نہیں تھا بلکہ ان کے بالکل اوپر تھا۔

کچھ فاصلے پر کنمنہ اپنے والد کو گھر آتے ہوئے دیکھ سکتی تھی۔ زندگی کامل تھی۔ باپ واپس آگیا۔ چاند مل گیا۔ دیوار کیلنڈر کا انتظار تھا۔ کنمنہ کا ذہن تصویروں اور سوالات سے بھر گیا۔ وہ اب صبح سویرے سُست چاند کو تلاش کرتی!

نروپما راگھون



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

ڈم ڈم، ڈھول!

بم ڈم، ڈم ڈم.... راجو برآمدے سے چھلانگ لگا کر آواز کی طرف بھاگا۔ وہاں! کونے کے ارد گرد آتے ہوئے ایک شور، رنگین جلوس!

راجو بھاگ کر گھر واپس آیا۔ "ماں! ماں!" اس نے بلایا. "براہ کرم مجھے ایک ڈرم لاؤ!" اس کی ماں ابھی بازار کے لیے نکلی تھی۔ "میں کوشش کروں گی، راجو،" اس نے کہا۔

بازار میں اس نے اپنا سارا سامان بیچ دیا اور روٹیاں بنانے کے لیے آٹا اور نمک خرید لیا۔ لیکن.... اب ڈھول خریدنے کے لئے پیسے نہیں تھے! وہ بوجھل دل کے ساتھ گھر کی طرف چل پڑی۔

لیکن دیکھو! وہاں سڑک کے کنارے لکڑی کا ایک عمدہ ٹکڑا پڑا تھا۔ یہ چھونے میں چکنا اور گہرے رنگ کا تھا۔ شاید راجو اس کے ساتھ کھیلنا پسند کرے گا۔۔جی ہاں! جب اس نے اسے دیا تو وہ بہت خوش ہوا۔ "شکریہ!" انہوں نے کہا. پھر اس نے اسے ہوا میں اچھالا اور پکڑ لیا۔ یہ لکڑی کا ایک اچھا ٹکڑا تھا!

راجو اپنے نئے کھلونے کے ساتھ کھیلنے باہر گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت سڑک کے کنارے ایک چولہے میں اوپلہ ڈال رہی ہے۔

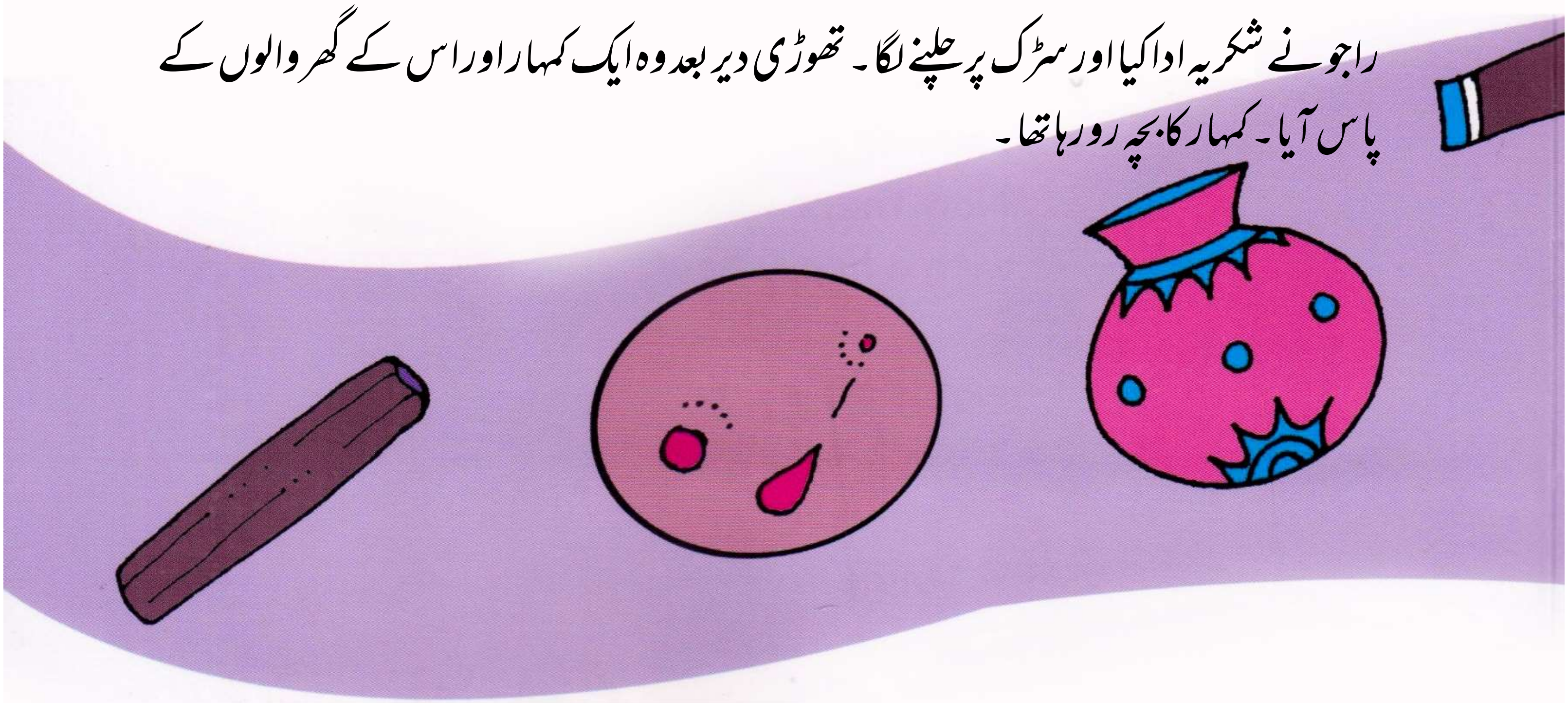


چولہے سے دھوئیں کا بادل اٹھ رہا تھا۔ آگ نہیں جلتی! راجو نے بوڑھی عورت کی آنکھوں میں آنسو دیکھے۔ "دادی!" انہوں نے کہا. "تم رو کیوں رہی ہو؟"

"میں رو نہیں رہی!" بوڑھی عورت نے کہا۔ "یہ اوپلے گیلے ہیں، آگ نہیں جلے گی، اور میں اپنا کھانا پکا نہیں سکتی! "

"کیا یہ سب ہے؟" راجو نے کہا۔ "میرے پاس لکڑی کا ایک اچھا ٹکڑا ہے۔ براہ کرم اسے لے لو! آپ اسے آگ سلگانے کے لیئے استعمال کر سکتی ہیں۔" بوڑھی عورت بہت خوش تھی! اس نے لکڑی کا ٹکڑا لیا اور راجو کو روٹی دی۔

راجو نے شکریہ ادا کیا اور سڑک پر چلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمہار اور اس کے گھر والوں کے پاس آیا۔ کمہار کا بچہ رو رہا تھا۔



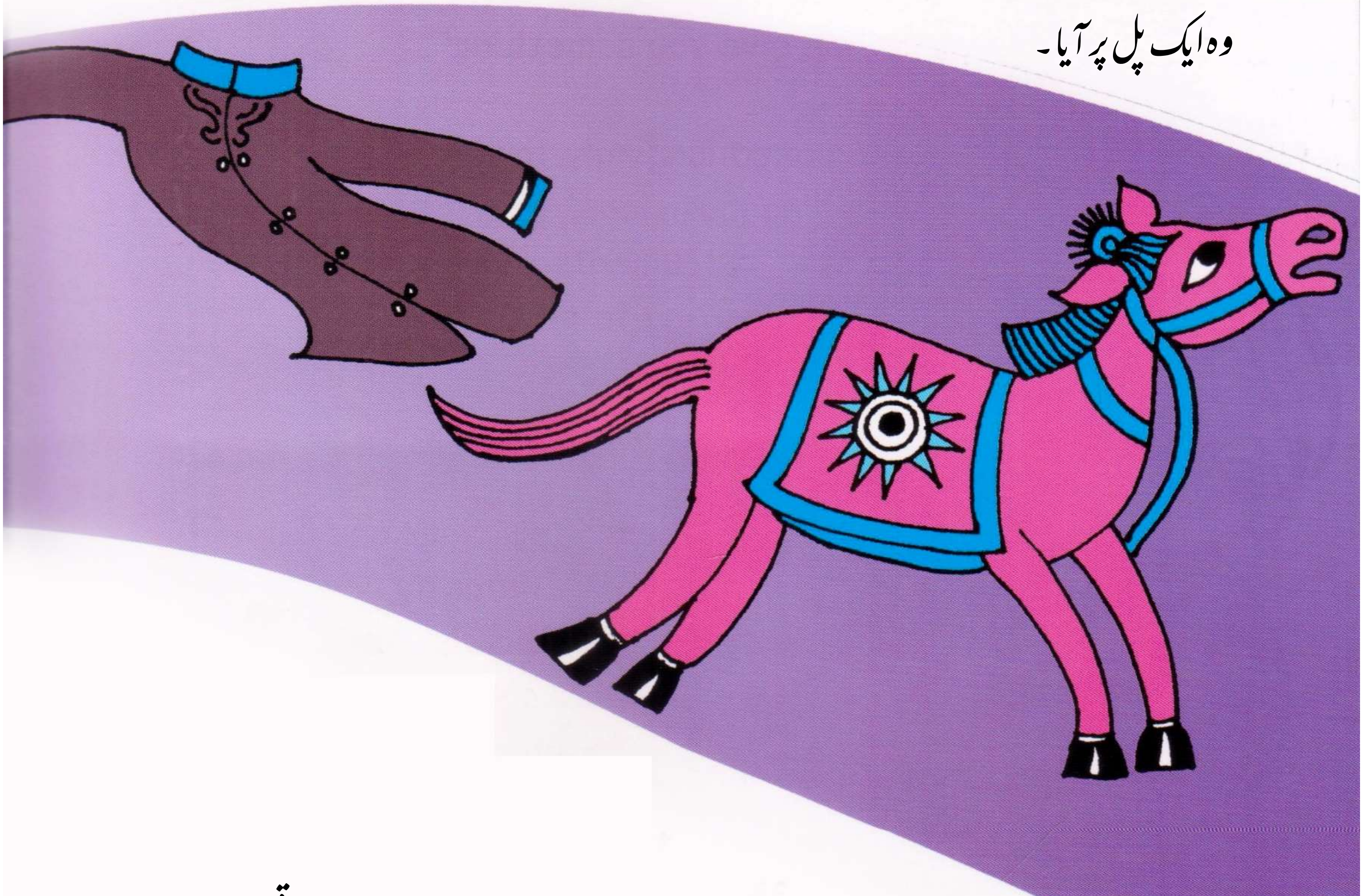
آپ کا بچہ کیوں رو رہا ہے؟" راجو نے پوچھا۔ "بھوک لگی ہے!" کمہار نے جواب دیا۔ "میرے پاس روٹی ہے!" راجو نے کہا۔ "یہ لو!" اس نے بچے سے کہا. کمہار کی بیوی نے راجو سے کہا، "اچھا بچہ! یہ تمہارے لیئے ایک برتن ہے۔" اور اس نے اسے دعا دی۔

راجو اپنا برتن لے کر سڑک پر چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دریا کے کنارے آیا۔ وہاں اس نے ایک دھوبی اور اس کی بیوی کو دیکھا۔

دھوبی کہہ رہا تھا، "ہمارا آخری برتن ٹوٹ گیا ہے! ہمارے پاس پانی ابالنے کے لیے کوئی دوسرا برتن نہیں ہے۔ ہم کپڑے کیسے دھوئیں گے؟"

"فکر نہ کرو!" راجو نے کہا۔ "یہ برتن لے لو!" دھوبی نے بار بار اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے اسے نرم اونی قمیض دی۔

قمیض بہت دلکش تھی! راجو نے اسے پہنا۔ وہ بہت اچھا محسوس کرتے ہوئے چلا! تھوڑی دیر بعد وہ ایک پل پر آیا۔



اس کے سائے میں ایک آدمی بیٹھا تھا جو سردی سے کانپ رہا تھا۔ اس کے پاس قمیض نہیں تھی! راجو نے حیرت سے اس شخص کو دیکھا۔ پھر اس نے اپنی اونی قمیض اتار کر اسے دے دی۔

تم بڑے دل والے ہو!" آدمی نے کہا۔ "میں تمہیں کچھ دینا چاہوں گا... یہاں!" اس نے راجو کو لگام کا سرہ دے دیا۔ "میرا گھوڑا لے لو!" انہوں نے کہا۔

اپنے نئے گھوڑے کے ساتھ جلدی کرتے ہوئے، راجوایک شادی کی تقریب میں پہنچا۔ گھروالے پریشان اور سسکیاں لے رہے تھے۔ ایک چھوٹی بچی نے اپنی ماں سے پوچھا کہ وہ انتظار کیوں کر رہے ہیں۔ "ہم گھوڑے کے بغیر شادی کا جلوس شروع نہیں کرسکتے!" اس کی ماں نے اسے بتایا۔



"میرا لے لو!" راجو نے کہا۔ اوہ، وہ مسکراہٹ جو سب کے چہروں پر کھل گئی! دولہے نے راجو کا شکریہ ادا کیا اور کہا، "براہ کرم مجھے آپ کو کچھ دینے دو! "

راجو نے گھور کر شادی کے موسیقاروں کے ٹولی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اپنے آلات کو ایک طرف رکھ دیا تھا۔ یہ کتنے دعوتی انداز میں کھیلے جانے کے انتظار میں بیٹھے تھے! "کیا آپ اپنے موسیقاروں سے ڈھول مانگیں گے؟" راجو نے کہا۔

"خوشی سے!" دولہا نے کہا. وہ موسیقاروں کی طرف متوجہ ہوا اور ڈھول منگوایا۔ فوراً ہی ایک راجو کے ہاتھ میں آگیا! اور وہ ڈم ڈم، ڈم ڈم، ڈم کے ساتھ گھر کی طرف چلا گیا۔

شمالی بھارت کی ایک لوک کہانی

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

یہ کس کی پونچھ ہے ؟

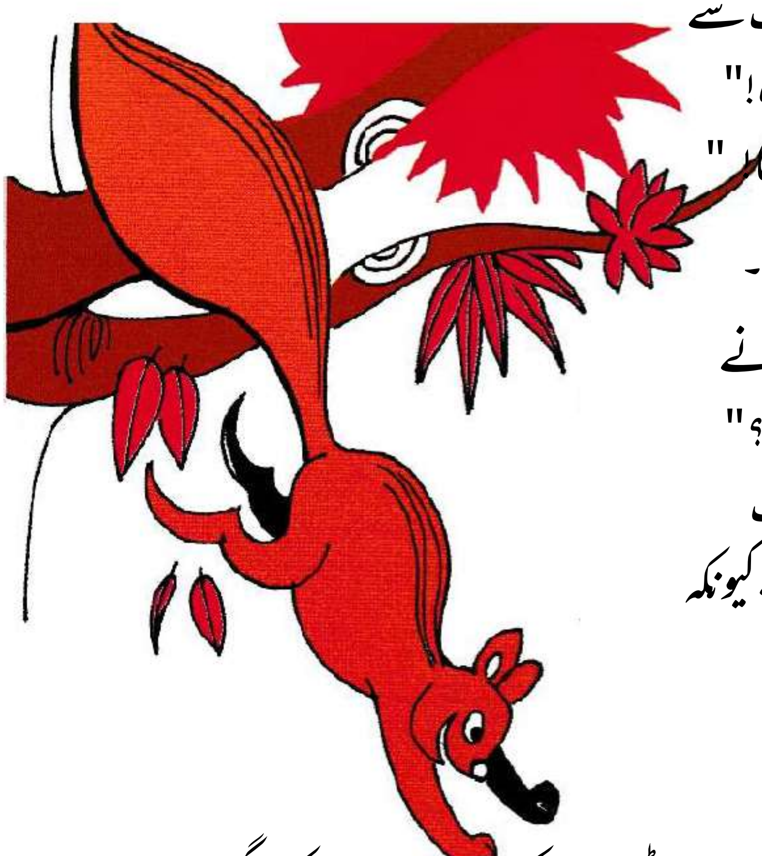
ایک دھوپ والے دن، ایک چھوٹا بندر ایک درخت سے نیچے کود پڑا اور چاروں طرف دیکھا۔ اچانک اس نے چونک کر دیکھا۔ ایک پونچھ تھی، جو خود ہی زمین پر پڑی تھی!

"یہ کس کی پونچھ ہے ؟" بندر نے بلند آواز میں پوچھا۔ "میں بہتر معلوم کروں گا!" اس نے پونچھ اٹھایا اور جنگل کے راستے پر چل پڑا۔

قریب کے تالاب سے ایک مچھلی اٹھی۔ "کیا یہ تمہاری پونچھ ہے ؟" چھوٹے بندر نے پوچھا۔

"نہیں، ایسا نہیں ہے!" مچھلی نے کہا. "کیا میں اپنی پونچھ کے بغیر اس طرح تیر سکتی ہوں ؟" اور وہ اپنی پونچھ کو آگے پیچھے کرتے ہوئے تیزی سے دور ہوئی؛ پانی میں تیرتے ہوئے۔





"پھر یہ کس کی پونچھ ہے ؟" چھوٹے بندر نے حیرت سے پوچھا۔ ایک جوابی آواز آئی : "کھٹ ! کھٹ ! کھٹ !" اوہ! یہ کیڑے مکوڑوں کے لیئے چونچ مارنے والا تھا۔ "

"کیا یہ تمہاری پونچھ ہے ؟" چھوٹے بندر نے پوچھا۔

"یہ رہی میری پونچھ ۔ کیا تم دیکھ نہیں سکتے ؟" ہدہد نے کہا۔ "اس کے بغیر، کیا میں اس طرح بیٹھ سکتی ہوں ؟" یہ اوپر اور نیچے اور اطراف میں اچھلتی ہوئی، اپنی سخت پونچھ سے درخت کے تنے پر توازن برقرارر کھتی ہے کیونکہ اسے چھال میں کیڑوں کی تلاش تھی۔

اچانک ایک گلہری درخت سے نیچے آ گئی۔ یہ چھوٹے بندر کے پاس اتری اور ایک گری دار میوے لینے کے لیے بھاگی۔

"کیا یہ تمہاری پونچھ ہے ؟" چھوٹے بندر نے پوچھا۔ "نہیں !" گلہری نے کہا. "یہ رہی میری خوبصورت پونچھ ! اس کے لمبے بال چاروں طرف کھڑے ہو کر، میں درختوں میں اڑ کر زمین پر اتر سکتی ہوں ! "



چھوٹے بندر نے درخت کی چوٹیوں بیں جھانکا۔ یہ اوپر چڑھنے اور کھیلنے کی آرزو رکھتا تھا! لیکن اس پونچھ کے مالک کو اس کی ضرورت تھی۔ تو چھوٹا بندر آگے چل دیا۔

"دیکھو تم کہاں جاتے ہو!" ایک آواز نے کہا.
چھوٹے بندر نے نیچے دیکھا۔

اوہ، نہیں! یہ ایک ناراض بچھو تھا!

براہ کرم مجھے معاف کر دیں"چھوٹے بندر نے کہا۔ "کیا یہ تمہاری پونچھ ہے؟""

"تم میری پونچھ کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہو نا؟" بچھو نے جواب دیا۔ اور اس نے اپنی پونچھ سیدھے چھوٹے بندر کی طرف اشارہ کیا! "اگر میں نے تمہیں ڈنک مارا تو تم مر جاؤ گے!" اس نے خبردار کیا، "بھاگ جاؤ! بھاگو! "

چھوٹے بندر نے عمل کیا۔

جیسے ہی یہ چل رہا تھا، ایک ماں خرگوش اپنے بچوں کے ساتھ اس سے گزری۔ وہ سب اپنے اپنے بل میں کود کر غائب ہو گئے۔

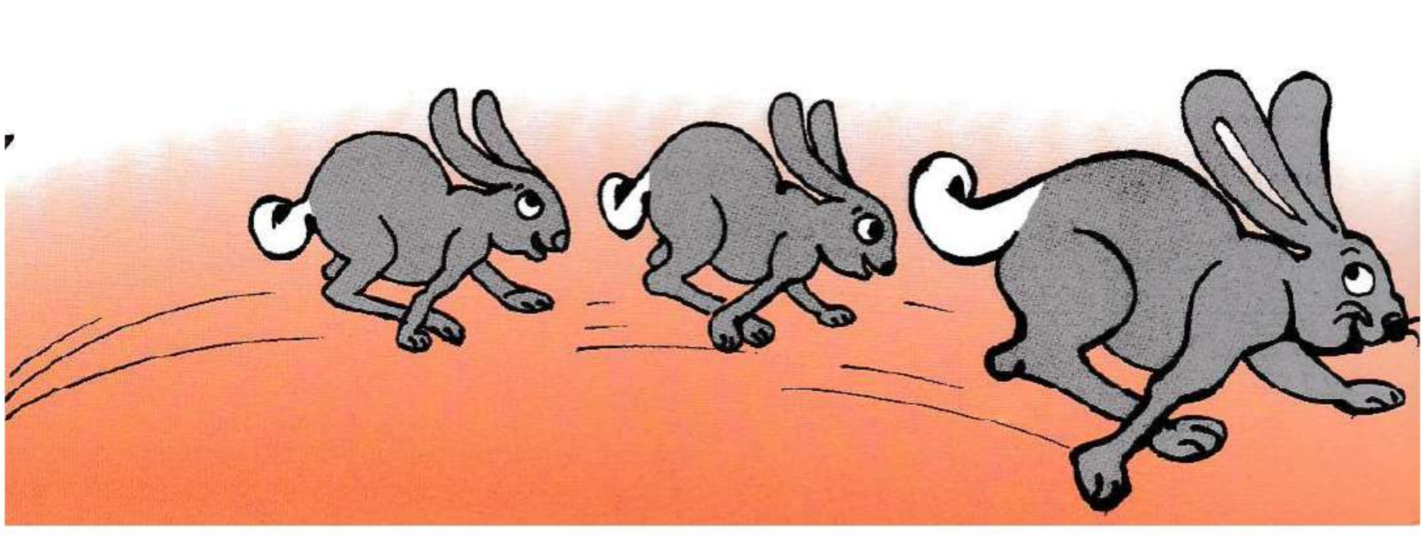
ماں خرگوش!" چھوٹے بندر نے نیچے بلایا۔ "کیا تم اپنی پونچھ ڈھونڈ رہے ہو؟"

خرگوش کی ماں بل سے باہر آئی۔ "یہ رہی میری پونچھ۔ دیکھو میں اسے کیسے مروڑتی ہوں!" اس نے کہا۔

"اوہ!" چھوٹے بندر نے کہا۔ "آپ کی کھال بھوری اور سرمئی ہے، لیکن آپ کی پونچھ سفید ہے۔ یہ بہت چھوٹی اور ملائم ہے!

"ہاں، واقعی!" خرگوش نے کہا. "جب میں دوڑتی ہوں، میں اسے ایک طرف سے دوسری طرف گھماتی ہوں۔ یہ میرے دشمنوں کی توجہ ہٹاتا ہے - اور میں بچ جاتی ہوں! "

"کتنی مفید پونچھ ہے!" چھوٹے بندر نے سوچا۔



تبھی کوئی نیا آیا۔ یہ ایک چھپکلی تھی جس کی پونچھ نہیں تھی! چھوٹا بندر اس کی طرف بھاگا۔ "مجھے تمہاری پونچھ مل گئی! یہ رہی! "

"وہ میری پونچھ تھی،" چھپکلی نے کہا۔ "لیکن اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ "

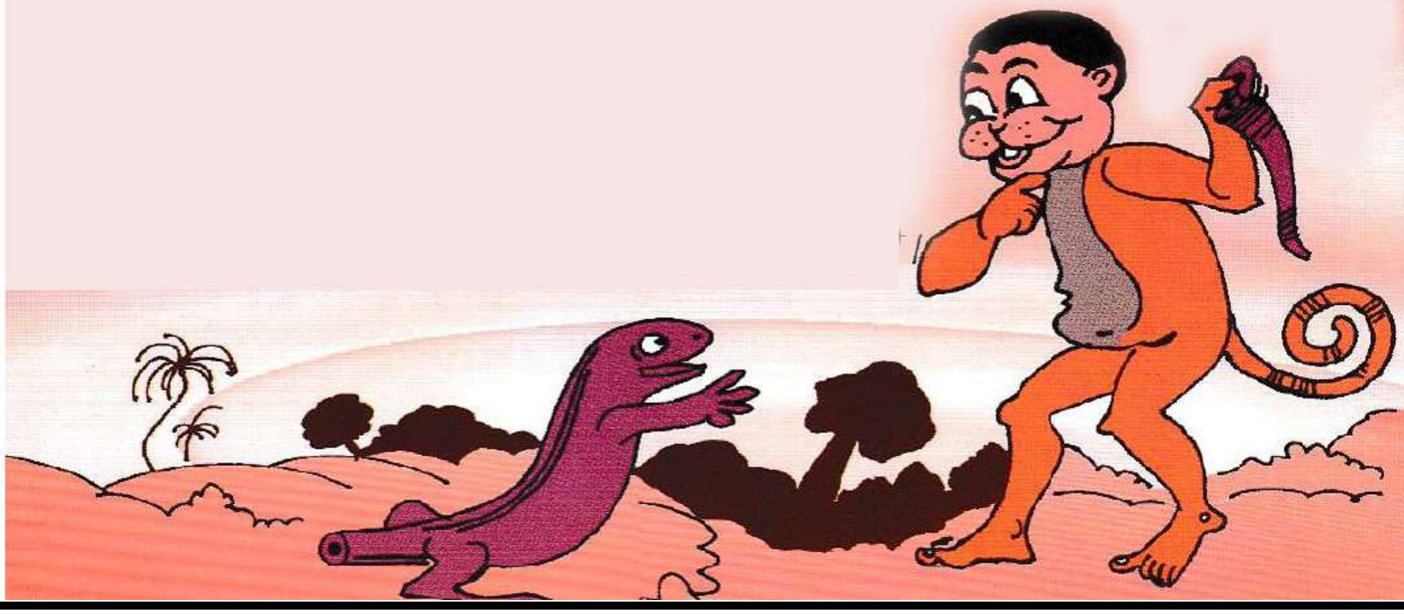
"تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہے؟" چھوٹے بندر نے پوچھا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بغیر پونچھ کے مچھلی تیر نہیں سکتی، ہدہد درخت کے تنے پر توازن نہیں رکھ سکتا، گلہری زمین پر نہیں چل سکتی، بچھوا پنا دفاع نہیں کر سکتا، خرگوش اپنے شکاریوں سے بچ نہیں سکتا، اور ہیں، میں درخت کے درمیان اسکے بنا جھول نہیں سکتا! ہر ایک کو پونچھ کی ضرورت ہے! "

"اور میں بھی،" چھپکلی نے کہا۔ "لیکن کل ایک سانپ نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے اپنی پونچھ کو گرا دینا پڑا۔ جب وہ زمین پر گھومتے ہوئے مڑ گیا، تو سانپ نے اسے ڈس لیا۔ اس لیئے میں وہاں سے بچ سکی! "

"یہ حیرت انگیز ہے!" چھوٹے بندر نے کہا۔ "لیکن تم اسے واپس کیوں نہیں چاہتی؟"

"دیکھو!" چھپکلی نے کہا۔ "میں پہلے ہی ایک نیا بڑھا رہی ہوں"

"اوہ!" چھوٹے بندر نے کہا۔ "آپ کے پاس سب سے حیرت انگیز پونچھ ہے! "



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

تیوہار میں

اس دن ہماری کلاس میں کافی ہلچل مچی ہوئی تھی! گھنٹی بجنے کے بعد، میں جتنی جلدی ہو سکتا تھا گھر پہنچا۔

"اماں! اماں!" میں نے فون کیا۔ "اگلے ہفتے اسکاؤٹ کیمپ لگے گا۔ کیا میں جا سکتا ہوں؟"

"مجھے اس کے بارے میں مزید بتائیں،" میری ماں نے کہا۔

"ٹھیک ہے،" میں نے کہا، "یہ سالانہ میلے کے دوران شہر میں منعقد کیا جائے گا۔ دیہاتوں سے بہت سے لوگ آئیں گے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ آنے والوں کی رہنمائی کریں اور ان کی حفاظت کا خیال رکھیں۔"

"یہ بہت اچھا لگتا ہے، مانی،" میری ماں نے کہا۔ "لیکن تم نے کبھی گھر سے دور رات نہیں گزاری، میں کیسے فکر کروں!"

"کملا، رحیم اور باقی لوگ جائیں گے۔" میں نے انہیں یقین دلایا۔ "پلیز، کیا میں بھی جا سکتا ہوں؟"



"اچھا، اگر وہ بھی جا رہے ہیں تو..." اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی میں نے انہیں گرم جوشی سے گلے سے لگایا۔ "شکریہ اماں!" میں نے دل سے کہا۔

سفر کے دن ہم سب اسکول کے میدان میں ملے۔ ہم نے اپنے بھاری بیگ کو بس میں اٹھالیا۔ ھاتھ لہرا کر اور الوداع کے بعد، ہم اسکول کے گیٹ سے باہر نکل آئے۔ جلد ہی ہم مین روڈ پر تھے۔ ہم نے پورے راستہ شہر تک گانے گائے۔

جب ہم پہنچے تو تقریباً اندھیرا ہو چکا تھا۔ لیکن ہم نے کیسے دیکھا! کھانے پینے کی اشیاء کے عارضی دوکان اور دستکاری کے سامان کی دوکان کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں نے ایک ساتھ اتنے زیادہ لوگوں کو، یا اتنی ہلچل والی سرگرمی کبھی نہیں دیکھی تھی۔

جیسے ہی ہم بس سے اترے، ہمیں ایک بڑے میدان میں لے جایا گیا جہاں ہمارے خیمے لگائے جانے کے منتظر تھے۔ پھر ہمیں اگلے دن کی ڈیوٹی کے مطابق گروپس میں تقسیم کر دیا گیا۔

کملا واقعی پرجوش تھی۔ وہ طبی عملے کی مدد کرنے جا رہی تھی۔ رحیم ٹرانسپورٹ پولیس کی مدد کرنے جا رہا تھا۔ یہ سن کر ہم سب ہنس پڑے، کیونکہ وہ اسکول میں ہمارا بہترین تندرست بالر تھا۔ صرف اس کی نظر کسی بھی مصیبت میں ڈالنے والوں کو روک دے گی۔



میں بھی اپنی ذمہ داری سے خوش تھا۔ یہ نئے آنے والوں کو اپنا راستہ تلاش کرنے میں مدد کرنا تھا۔ مجھے ہمیشہ لوگوں کو دیکھنا اور سننا پسند تھا، اور اب مجھے ایسا کرنے کا ایک اچھا موقع ملے گا۔

اگلا دن تیزی سے گزر گیا، پھر بھی اس میں بہت سی یادیں ہیں! ہم نے بہت محنت کی اور ہم سب نے بہت کچھ سیکھا۔ جب ہمیں خیموں میں واپس بھیجا گیا تو ہم واقعی تھک چکے تھے۔

ایک ساتھ چلتے ہوئے، رحیم اور میں نے اپنے دن کے بارے میں بات کی۔ ہمیشہ کی طرح اس کے پاس ایک مضحکہ خیز کہانی سنانے کو تھی۔ جیسے ہی وہ ختم ہوا، ہم دونوں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت مندر کی سیڑھیوں کے پاس کھڑی ہے۔ اس کے ساتھ ایک بھاری بیگ تھا۔ یقیناً، ہم اس کی مدد کے لیئے دوڑے۔ رحیم نے اس کا بیگ اٹھایا جب میں نے اس کا بازو تھاما اور اسے سہارا دیا جب وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ سب سے اوپر اس نے ہمارا شکریہ ادا کیا اور ہمیں "اچھے لڑکے" کہا۔ اپنے حصے کے لیئے، ہم نے اپنا فرض ادا کرنے پر خوشی محسوس کی۔

اچانک ایک زور سے چھپاک کی آواز آئی۔ ایک چھوٹا لڑکا تالاب میں گر گیا تھا! رحیم سیڑھیوں سے نیچے اترا، اپنی سینڈل اتار کر پانی میں غوطہ لگا لیا۔ وہ جلدی سے تیر کر بچے کے پاس پہنچا اور اسے محفوظ مقام پر لے آیا۔ اب میری باری تھی۔ میں نے لڑکے کو آہستہ سے ریت پر بٹھایا اور ابتدائی طبی امداد دی۔ خوش قسمتی سے، اس نے زیادہ پانی نہیں نگلا تھا۔



اسی دوران ایک ہجوم جمع ہوگیا۔ لوگ دیکھنے کے لیئے اندر داخل ہو رہے تھے۔ رحیم نے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ "لڑکے کو ہوا چاہئیے!" اس نے اونچی آواز میں کہا۔ "براہ کرم فاصلہ پر رہیں!" اب لڑکے کے والدین اس تک پہونچ سکتے تھے۔ وہ اس کے پاس بھاگے۔ اس کے باپ نے اسے اٹھا کر مضبوطی سے بازوؤں میں جکڑلیا۔

ٹاؤن ہسپتال قریب ہی تھا۔ رحیم اور میں فیملی کو وہاں لے آئے۔ ہم بے چینی سے انتظار کرتے رہے جب تک ڈاکٹر نے بچے کا معائنہ کیا۔ آخر کار اس نے اوپر دیکھا اور ہماری طرف مسکرادیا۔ "تم لڑکوں نے اچھا کام کیا! تم نے اسے وقت پر پانی سے نکالا۔ تمہاری ابتدائی طبی امداد نے اس کی جان بچائی!" والدین نے روتے ہوئے ہمارا شکریہ ادا کیا۔

ہسپتال سے نکلتے ہی ہم نے کملا کو دیکھا۔ وہ وہیل چیئر پر کسی کو لا رہی تھی۔ اس نے ہمیں دیکھا اور ہمیں انتظار کرنے کے لیئے ہاتھ لہرایا۔ ایک منٹ میں وہ ہمارے ساتھ شامل ہوگئی اور ہم ساتھ ساتھ چل پڑے۔



ہم نے بہت کچھ کیا اور دیکھا! اور ہم سب نے اپنی اسکاوٴٹنگ کی مہارت کا استعمال کیا تھا! ہم میں سے ہر ایک کے پاس سنانے کے لیئے بہت سی کہانیاں تھیں۔

ہم جاگتے رہے اور رات تک باتیں کرتے رہے۔

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

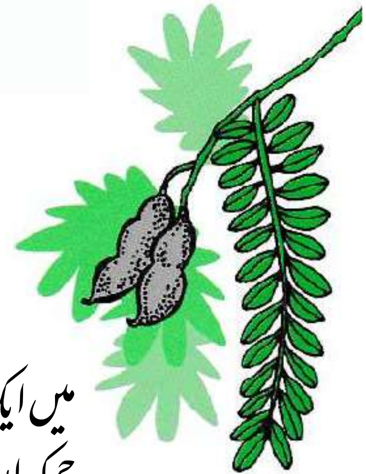
P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu i Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

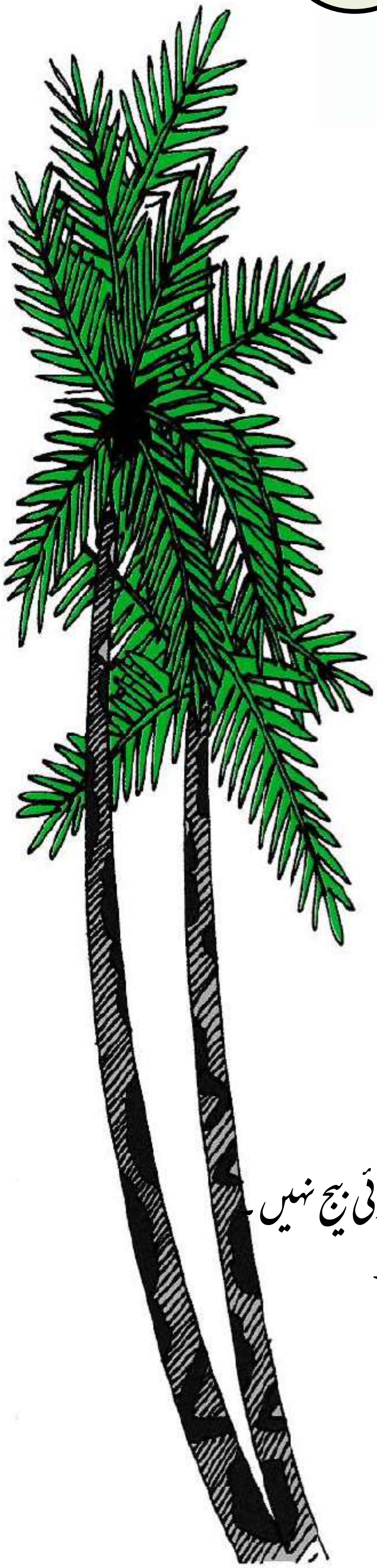
Artist Uma Krishnaswamy

ہم کون ہیں؟



درخت ایک ہے۔
اس کے ستون بہت ہیں۔

میں ایک چھوٹا کانٹوں والا درخت ہوں۔
چمکدار پیلے رنگ کی گیندوں سے ڈھکا ہوا ہے۔
میرے پتے چمکدار سبز اور خوشبودار ہیں۔
میرے پھل کھٹے رس سے بھرے ہوئے ہیں۔
جسے آپ پانی، چینی اور نمک کے ساتھ پیتے ہیں۔

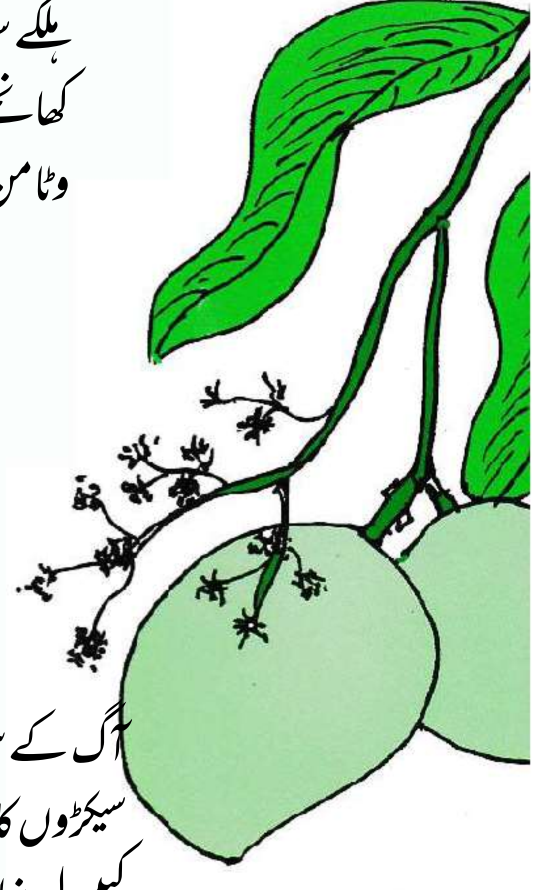


چوڑے، پنکھے کی طرح پتوں والا ایک لمبا درخت
نرم، گودے والا پھل جو میٹھا ہوتا ہے۔
اور رنگ میں متحرک نارنجی
کالی مرچ کی طرح کے بیجوں کے ساتھ

ان کے پتے ہیں- لیکن شاخیں نہیں ہیں۔
ان کے پاس پھول ہیں- لیکن خوشبو نہیں ہے۔
ان کے پاس پھل ہیں- لیکن پودے لگانے کے لیئے کوئی بیج نہیں۔
اور ایک مضبوط تنا- لیکن عمارت کے لیے لکڑی نہیں۔
ان کے پاس نوجوان کافی مقدار میں ہیں!

موتی سفید پھولوں کا جھرمٹ
لمبی، پتلی سبز سبزیاں لٹک رہی ہیں۔
ملائم سبز پتے کھانا پکانے میں استعمال ہوتے ہیں۔
اس درخت پر کھانے کے لیے کوئی پکا ہوا پھل نہیں!

درمیانے سے چھوٹے سائز کا درخت
ہلکے سبز کھٹے پھلوں کے ساتھ،
کھانچے دار اور حصوں میں تقسیم،
وٹامن سی کے گودام



میں لمبا ہوں جس کے بڑے پتے سرخ ہو جاتے ہیں۔
میرا بیج آنکھ کی شکل کا ہے۔
اس کا بیرونی خول توڑنا مشکل ہے۔
لیکن اسے کھانے سے صحت اچھی رہتی ہے۔

آگ کے سرخ رنگ کے سرخ کھلتے ہیں۔
سیکڑوں کانٹوں سے جڑی ٹہنیاں
کیپسول نما پھل جو پھٹ جاتے ہیں۔
چھوٹے پیراشوٹ کو ہوا کے ساتھ اڑنے دینا
درخت کے ارد گرد برفانی سفید قالین بنانا

اس کے دل کی شکل والے پتوں کے نیچے
ایک ٹھنڈا اور خوشگوار سایہ



میں شہروں اور دیہاتوں میں بڑھتا ہوں۔
میں سب کو سایہ دیتا ہوں۔
میرے پھول سرخ ہیں۔
میں خوبصورت ہوں!



اس کے بڑے ، پنکھے کی شکل کے پتے سرسراہٹ کرتے ہیں-
وہ ایسا شور مچاتے ہیں!
اس کا تنا سیدھا اور شاخوں کے بغیر ہے!
کالے ریشے دار پھل کو کاٹ دیں۔
اور بڑے ، میٹھے اور رسیلی بیجوں کا مزہ لیں۔

جوان پھل سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔
پکنے والے مرجان سرخ ہوتے ہیں۔
پھل کا لطف اٹھائیں، اور سخت بیج کو تھوک دیں-
اور کانٹے دار شاخوں پر نظر رکھو!

بلند و بالا درخت سورج کی طرف بڑھتے ہیں،
ان کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہے۔
تنگ سرمئی پتوں کو کچل کر ان پر رگڑیں۔
اور آپ کا سر درد دور ہو جائے گا۔

آپ مجھے ریتیلے ساحلی علاقوں میں دیکھ سکتے ہیں۔
میرے پاس پتلی کھردری پتے ہیں۔
میری شاخیں ھار سٹیلس کی طرح نظر آتی ہیں۔
میرے پھل کانٹے دار گیندیں ہیں۔
وہ بہت خوبصورت ہیں- لیکن کوئی بھی انہیں نہیں کھائے گا!



سیدھا اور مضبوط یہ اوپر کی طرف ٹاور کرتا ہے۔
گہرا زمینی پانی
یہ کیا پیتا ہے۔
ہمارے لیے یہ پانی لے جاتا ہے۔
اس کے سر پر گھڑے میں

ان کے میٹھے کھٹے پھل ہمارے کھانا پکانے کا ذائقہ دیتے ہیں۔
اطمینان سے انہوں نے ہماری سڑکوں پر اپنے وسیع سائے ڈالے۔
وہ بھی خوشگوار باغوں میں جمع ہوتے ہیں
ان کی بھوری پھلیاں لالچ سے لٹک رہی ہیں۔

میری گہری جڑیں مجھے لنگرانداز کرتی ہیں۔
مضبوط سیاہ پتے مجھے ٹھنڈا رکھتے ہیں۔
میں اپنا بھاری سامان موٹے تنوں پر لے جاتا ہوں۔
جو کاٹتے وقت چپچپا دودھ نکلتا ہے۔
میرے پھل ہزاروں کا پیٹ بھرتے ہیں۔

بچے پتے بہت نازک لگتے ہیں۔
چھوٹے گچھے سفید پھولوں کے اگتے ہیں۔
پھر، نوجوان سبز پھل - بہت مزیدار اگر نمک کے ساتھ کھایا
آخر میں لاجواب اگر پکے ہیں۔۔
وہ پھلوں کے بادشاہ ہیں!



اس کی چھال کڑوی ہوتی ہے۔
اس کے پتے کڑوے ہوتے ہیں۔
اس کا پورا وجود تلخ ہے!
یہ جراثیم اور بیماریوں کو دور رکھتا ہے۔

بنیان کا درخت، نیبو کا درخت، پپیتا کا درخت، کیلا، کپاس کا درخت، ڈرم اسٹک (مورینگا) کا درخت، گوزبیری کا درخت (آملہ)، بادام کا درخت، سلک کا درخت، پیپل کا درخت، گل موہر کا درخت، پامیرا (تاڑ) کا درخت، بیر کا درخت، یوکلپٹس کا درخت،
(جھبکو) کاسوارینا، ناریل کا درخت، املی کا درخت، جیک فروٹ کا درخت، آم کا درخت،
انڈین نیم کا درخت،

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy